جامعہ مدنیہ (جدید) کا ترجمان

علمی دینی اور اصلاحی مجلہ

انوارِ مدینہ

لاہور

بیاد

عالمِ ربانی محدثِ کبیر حضرۃ مولانا سید حامد میاں رحمہ اللہ

بانی جامعہ مدنیہ

جون ۲۰۰۱ء

ربیع الاول ۱۴۲۲ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماهنامه

انوار مدینہ

جلد : ۹ ربیع الاوّل ۱۴۲۲ھ ۔ جون ۲۰۰۱ء شمارہ : ۶

مدیر اعلیٰ

سیّد محمود میاں

مہتمم جامعہ مدنیہ (جدید) رائیونڈ روڈ لاہور

بدلِ اشتراک

پاکستان فی پرچہ ۱۳ روپے ـــــــ سالانہ	۱۵۰ روپے
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، دبئی ـــــ	۵۰ ریال
بھارت، بنگلہ دیش ـــــــ	۶ امریکی ڈالر
امریکہ، افریقہ ـــــــ	۱۶ ڈالر
برطانیہ ـــــــ	۲۰ ڈالر

◯ اس دائرے میں سرخ نشان اس بات کی علامت ہے کہ ماہ ـــــ سے آپ کی مُدّتِ خریداری ختم ہوگئی ہے، آئندہ رسالہ جاری رکھنے کے لیے مبلغ ـــــ ارسال فرمائیں۔

ترسیلِ زرو رابطہ کیلئے

دفتر ماہنامہ ''انوار مدینہ'' جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور

پوسٹ کوڈ: ۵۴۰۰۰ موبائل: ۰۳۳۳-۴۲۴۹۳۰۱

فون: ۲۰۰۵۷۷ فون/فیکس: ۰۲-۷۷۲۶۷۰۲-۴۲-۹۲

E :mail jamiamadaniajadeed@hotmail.com

سید رشید میاں طابع وناشر نے شرکت پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور سے شائع کیا۔

اِس شمارے میں

حرفِ آغاز ________ ۳
درسِ حدیث ______ حضرت مولانا سید حامد میاںؒ ______ ۸
خدماتِ دار العلوم دیوبند ______ حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن صاحب ______ ۱۵
حضرت مدنیؒ کی شخصیت سازی کے بنیادی عوامل - محمد سلمان منصور پوری صاحب ______ ۲۹
خطاب لاجواب ______ حضرت مولانا سید اسعد مدنی صاحب ______ ۳
عالمی خبریں ________ ۴۹
فہم حدیث ______ حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی عبد الواحد صاحب ______ ۵۰
اخبار الجامعہ ______ مولوی محمد قاسم ______ ۵۹
تبصرہ ________ ۶۰

رابطہ: دفتر کراچی

حضرت مولانا قاری شریف احمد صاحب مدظلہ، خطیب جامع مسجد سٹی اسٹیشن کراچی

انڈیا میں رابطے کے لیے

حضرت مولانا سید رشید الدین صاحب حمیدی مدظلہ العالی، مہتمم مدرسہ شاہی مرادآباد یو۔پی۔ انڈیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ آغاز

سیّد محمود میاں

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم امابعد!

فوجی حکومت نے مُلک میں ناجائز اسلحہ کے خلاف مہم کی تیاری شروع کر دی ہے اور اس کا آغاز کراچی سے کرنا چاہتی ہے۔ ہم اس پر اپنی رائے دینے سے پہلے روز نامہ جنگ کی ۲۲ مئی کی خصوصی اشاعت سے استفادہ کرتے ہوئے باہر کی دُنیا کے اسلحہ سے متعلّق قوانین، پابندیاں اجازت نامے اور اُن کے نتائج کا جائزہ لیتے ہیں۔

امریکہ میں آئینی تحفّظ

امریکا میں ہر شہری کو اسلحہ رکھنے کے حوالے سے آئینی حقوق کے بل کی ترمیم کے تحت آئینی تحفّظ حاصل ہے۔ امریکا میں عام شہریوں کے پاس بیس کروڑ گنز ہیں، حال ہی میں سکولوں کے اندر فائرنگ کے بعد سے امریکہ میں اسلحہ پر پابندی عائد کرنے کے حوالے سے سوالات اُٹھے ہیں لیکن وہاں پر اسلحہ رکھنے کی حامی لابی امریکن رائفل ایسوسی ایشن بہت مضبوط اور وہ اسلحہ رکھنے کے حق کو ختم کرنے کے سخت خلاف ہے۔ امریکہ کے اندر گن کو پبلک مقامات پر اُٹھانے کی حوصلہ شکنی کی جا رہی ہے اسی طرح سکولوں کے اندر گن کے استعمال یا لے جانے پر سخت پابندیاں عائد ہو گئی ہیں۔

برطانیہ میں پابندیاں

برطانیہ میں اسلحہ رکھنے پر کئی پابندیاں عائد ہیں ۱۹۲۰ء سے رائفل اور ہینڈ گن رکھنے کے لیے لائسنس ضروری ہے ایک عشرہ پہلے سے برطانیہ میں آٹومیٹک سیمی آٹومیٹک اور پمپ ایکشن سنٹر رائفل اور تمام ہینڈ گنز ماسوائے ۲۲. کے سب پر پابندی عائد کر دی گئی تھی بعدازاں ۱۹۹۷ء میں ۲۲. پر بھی پابندی عائد کر دی گئی ہے۔

لائسنس رکھنے والے افراد کے گھر پر اسلحہ چیک کرنے کے لیے چیف کانسٹیبل کے اختیارات میں اضافہ کیا گیا ہے۔ چیف کانسٹیبل کو یہ اختیار بھی دیا گیا ہے کہ اگر وہ لائسنس رکھنے والے شخص کے کردار کو ٹھیک نہ پائے یا اُسے پاگل سمجھے تو وہ اُس کا لائسنس منسوخ کر سکتا ہے

جاپان میں سختی کے باوجود

جاپان میں اسلحہ رکھنے کے حوالے سے سخت ترین پابندیاں عائد ہیں جاپان میں رائفلو اور ہینڈ گنز پر مکمّل پابندی ہے جبکہ شاٹ گن رکھنے کے حوالے سے بھی سخت ترین قوانین ہیں جاپان میں اسلحہ کے خلاف قوانین اس قدر سخت ہیں کہ وہاں اولمپک مقابلوں میں نشانہ بازی میں حصّہ لینے والے بیرونِ مُلک جا کر اس کی مشق کرتے ہیں انھی سخت پابندیوں کی وجہ سے ۱۹۹۵ء میں جب سب وے سٹیشن پر حملہ میں ۱۲ افراد ہلاک اور ۵ ہزار سے زیادہ افراد زخمی ہوئے تو جاپان میں ہر شخص حیران تھا۔

جاپان میں پولیس دو بار شہریوں کے گھروں کا معائنہ بھی کر سکتی ہے۔

سوئٹزرلینڈ میں ہتھیار کی آزادی اور اُس کے فوائد

سوئٹزرلینڈ میں اسلحہ رکھنا قومی ورثہ کی روایت کا تسلسل سمجھا جاتا ہے سوئس شہریوں کو قومی دفاع کے مقصد کی خاطر گھر میں مکمّل آٹومیٹک اسلحہ رکھنے کی مکمّل اجازت ہے لیکن فوجی اسلحہ کے ناجائز استعمال کی شکایات نہ ہونے کے برابر ہیں۔ سوئٹزرلینڈ میں جرائم کی شرح دُنیا کے ترقی یافتہ ممالک میں کم ترین تصور ہوتی ہے۔ سوئٹزرلینڈ میں شہریوں کے پاس دو کروڑ فائر آرمز ہیں جن سے وہ ۶ کروڑ راؤنڈ سالانہ فائر کرتے ہیں لیکن اس کے باوجود اسلحہ کا ناجائز استعمال بالکل نہیں ہے۔ جاپان اور سوئٹزرلینڈ کا تقابل کیا جائے تو بالکل متضاد رویّے سامنے آتے ہیں۔ سوئٹزرلینڈ میں اسلحہ رکھنے کی اجازت ہے لیکن جاپان میں اسلحہ رکھنے پر شدید ترین پابندیاں عائد ہیں۔

جرمنی میں پابندی مگر جرائم میں اضافہ

دفاقی جمہوریہ جرمنی میں اسلحہ رکھنے کے حوالے سے سخت ترین قانون موجود ہے اسلحہ کے لیے لائسنس حاصل کرنے کے لیے جرمنی شہری کو اسلحہ رکھنے کی معقول وجہ پیش کرنی پڑتی ہے اور اس کے بعد ایک امتحان پاس کرنا پڑتا ہے۔ شکاری جرمن شہریوں اور تفریح کے لیے اسلحہ رکھنے والوں کو الگ الگ نوعیّت کے لائسنس جاری کیے جاتے ہیں جرمنی میں ذاتی دفاع کے لیے اسلحہ رکھنے کو آئینی حق تصوّر نہیں کیا جاتا جرمنی میں اسلحہ لائسنس جاری کرنے کی

واحد وجہ تفریحی مقاصد ہیں۔ جرمنی میں سخت ترین قوانین کے باوجود اسلحہ سے تعلق رکھنے والے جرائم سوئٹزرلینڈ اور اسرائیل سے زیادہ ہیں جہاں اسلحہ رکھنے کے متعلق قوانین کافی نرم ہیں۔

اٹلی میں پابندیاں مگر قتلوں میں اضافہ

اٹلی میں جرائم کی شرح کافی زیادہ ہے۔ اٹلی میں مافیا کی موجودگی کی وجہ سے اسلحہ بھی بہت ہے اٹلی میں کسی بھی شہری پر اسلحہ کی تعداد اور ایمونیشن رکھنے کے حوالے سے حدود عائد ہیں اٹلی میں اسلحہ رکھنے کے حوالے سے حدود عائد ہیں اٹلی میں اسلحہ رکھنے کے لیے اپنے خطرناک پیشہ کو ثابت کرنا ضروری ہے اور یہ ثابت کرنا پڑتا ہے کہ آپ کی زندگی کو خطرہ لاحق ہوسکتا ہے، اٹلی میں فوج کے زیرِ استعمال اسلحہ عام شہریوں کے لیے استعمال کرنا ممنوع ہے اٹلی کے جنوبی صوبے میں ایک سال کے اندر اسلحہ کے ذریعے سے ایک ہزار افراد کا قتل ہوا جو کہ سوئٹزرلینڈ کے اندر ہونے والے قتلوں سے ۳۰ گنا زیادہ ہے گزشتہ چند سالوں کے اندر اٹلی میں جرائم پیشہ افراد کے خلاف مہم میں کافی کامیابیاں ملی ہیں۔

کینیڈا، پابندیاں مگر چوری اور ڈاکہ زنی میں اضافہ

کینیڈا میں اسلحہ رکھنے والے تمام افراد کو جنوری ۲۰۰۰ء تک لائسنس لینے اور جنوری ۲۰۰۳ء تک تمام رائفلز اور شاٹ گنز کو رجسٹر کروانے کا قانون منظور کیا گیا ہے۔ ۱۹۹۵ء کے کینیڈین فائر آرمز ایکٹ کے مطابق ۳۲. اور ۲۵. کی ہینڈ گنز پر مکمل طور پر پابندی عائد کر دی گئی اس طرح سے کینیڈا میں آدھے سے زیادہ اسلحہ پر پابندی عائد ہوگئی کینیڈا میں تاریخی طور پر ۱۹۳۴ء سے ہینڈ گنز کی رجسٹریشن لازمی قرار دی گئی تھی۔

کینیڈا کی حکومت اسلحہ رکھنے کے لیے ذاتی دفاع کو معقول وجہ تسلیم نہیں کرتی۔ تاہم کینیڈا میں اِن قوانین کے باوجود چوری اور ڈاکہ زنی میں اضافہ ہُوا ہے۔

آسٹریلیا میں پابندیوں کے باوجود وارداتوں میں اضافہ

آسٹریلیا میں اسلحہ رکھنے والوں کے لیے ۱۹۷۳ء سے ہر گن کے لیے الگ لائسنس ہونا لازمی ہے آسٹریلیا میں بھی اسلحہ رکھنے کے لیے ذاتی دفاع کو معقول وجہ تصوّر نہیں کیا جاتا مئی ۱۹۹۶ء میں سیمی آٹومیٹک، سنٹر فائر رائفل اور پمپ ایکشن شاٹ گن پر پابندی کے لیے قوانین بنائے گئے اکتوبر ۲۰۰۰ء تک ساڑھے چھ لاکھ گنز اور دوسرا آتش گیر اسلحہ ضبط کیا گیا ہے ضبطی کے بعد اس اسلحہ کو ضائع کر دیا گیا ہے آسٹریلیا میں اسلحہ

رکھنے پر سخت ترین پابندیوں کے باوجود ۱۹۹۶ء اور ۱۹۹۸ء کے دوران حملہ کی وارداتوں میں ۱۶ فیصد اضافہ ہوا ہے۔

مذکورہ بالا تفصیل کی روشنی میں جو نتائج اخذ کیے جا سکتے ہیں وہ یہ ہیں کہ امریکہ میں عام شہریوں کے پاس ۲۰ کروڑ گنز ہیں جبکہ امریکہ کی آبادی ۱۹۹۹ء تک تقریباً ۲۷ کروڑ ۳۰ لاکھ تھی اس کا مطلب یہ ہوا کہ بیس کروڑ امریکی مسلح ہیں اور صرف سات کروڑ تیس لاکھ بغیر اسلحہ کے ہیں مگر جرائم کی شرح اس کے باوجود بہت ہے۔ اس کی وجہ ظاہر ہے مجرموں کے خلاف قوانین کی کمزوری ہی ہو سکتی ہے۔

سوئٹزرلینڈ میں ہتھیار رکھنا وہاں کی قومی روایت ہے وہاں پر شہریوں کے پاس دو کروڑ فائر آرمز ہیں جن سے وہ چھ کروڑ راؤنڈ سالانہ فائر کرتے ہیں لیکن اس کے باوجود اسلحہ کا ناجائز استعمال نہیں ہوتا جبکہ یہاں کی آبادی ۱۹۹۹ء تک ۷۰ لاکھ ۷۰ ہزار تھی اس اعتبار سے ہر شہری کے پاس ۲٫۷۵ ہتھیار ہیں اور ہر شہری ۸٫۲۵ راؤنڈ ہر سال فائر کرتا ہے مگر پھر بھی ہتھیار کا ناجائز استعمال نہ ہونے کے برابر ہے۔ اس کی وجہ یا تو وہاں کی روایات ہیں یا پھر مجرم کے خلاف سخت قانون پر فوری عمل درآمد

اٹلی میں حدود و پابندیوں کے باوجود قتل و غارت گری بہت زیادہ ہے۔

کینیڈا میں بھی اسلحہ کی رجسٹریشن کے باوجود چوری اور ڈاکہ زنی میں اضافہ ہوا ہے۔

آسٹریلیا میں بھی اسلحہ کی ضبطی اور سخت ترین پابندیوں کے باوجود حملوں کی وارداتوں میں ۱۶ فیصد اضافہ ہوا ہے۔

دُنیا کے ان مہذّب اور ترقی یافتہ کہلوانے والے ممالک کے جائزہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ جیسے اسلحہ کی فراوانی سے جرائم اور وارداتوں کا سدّباب ضروری نہیں ایسے ہی سخت ترین پابندیوں اور اسلحہ کی ضبطی بھی جرائم کا مستقل حل نہیں ہے بلکہ ان کی روک تھام کی وجہ یا تو علاقائی اور قومی روایات ہوتی ہیں یا عدل و انصاف پر مبنی سخت قوانین پر فوری عملدرآمد اب کہیں قوانین سخت ہوں گے لیکن ان پر عملدرآمد نہیں ہوگا یا عملدرآمد ہوتا ہوگا تو قوانین نرم ہوں گے۔ جبکہ ذاتی دفاع اور تحفّظ ہر شخص کا بُنیادی قانُونی اور مذہبی حق ہے——

لہٰذا ہمارے رائے ہے کہ ممنوعہ بور کے علاوہ باقی اسلحہ کے لائسنس کا حصول ہر شہری کے لیے سہل اور سستا ہونا چاہیے جبکہ ممنوعہ بور کی ہر سطح پر ماسوا فوج کے ممانعت ہونی چاہیے اس سے جہاں عام

شہری کو تحفّظ کا احساس ہوگا وہاں مجرم پیشہ افراد کی ہمّت شکنی بھی ہوگی۔ مُجرمانہ ذہنیّت کا حامل شخص عام طور پر بُزدل ہوتا ہے وہ موت سے ڈرتا ہے یہی وجہ ہے کہ وہ مسلّح ہونے کے باوجود نہتّے معصوم شہریوں کو خوفزدہ کرکے اپنے جرائم کی تکمیل کرتا ہے اور مُجرمانہ ذہنیّت کی وجہ سے جہاں بہت سارے جرُم کرتا ہے وہاں بغیر لائسنس کے ہتھیار کو اپنی ضرورت سمجھتے ہُوئے اپنے لیے لازمی جانتا ہے اس لیے لائسنس پر پابندی نہ تو اُس کو متأثّر کرتی ہے اور نہ ہی اس کے جرائم میں کمی ہوتی ہے بلکہ عام شہری کے غیر مسلّح ہونے کی وجہ سے وہ مزید شیر ہوجاتا ہے۔

امارت اسلامیہ افغانستان کی طرح اگر پاکستان کی سول یا فوجی حکومت میں اتنی سکت ہے کہ وہ ہر شہری کو یقینی تحفّظ فراہم کرسکیں تو پھر اس بات کی گنجائش ہے کہ اسلحہ لائسنس پر پابندی لگا کر سب کو غیر مسلّح کردیا جائے مگر فی الحال یا مستقبل قریب میں یہ کام ہماری حکومتوں کے بس کا نہیں ہے اس لیے حکومت اپنی مہم کو ممنوعہ بور پر پابندی تک محدود رکھے، اور اسلحہ لائسنسوں پر عائد پابندی کو فی الفور ختم کردے تاکہ پاکستان کا عام پُرامن شہری اپنا تحفّظ خود کرسکے اور پولیس اور دیگر مُلک دُشمن عناصر کے زیرِ سایہ ظُلم اور درندگی کا مظاہرہ کرنے والے عناصر سے معاشرہ پاک ہوسکے۔

محمود

✻

جامعہ مدنیہ جدید کا موبائل

۰۳۳۳-۴۲۴۹۳۰۱

مولای صلِّ وسلِّم دائماً ابداً علیٰ حبیبک خیر الخلق کلّہم

حضرتِ اقدس پیر و مرشد مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمہ اللہ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان خانقاہ حامدیہ قدوسیہ چشتیہ کے زیرِ انتظام ماہ نامہ انوارِ مدینہ کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدسؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے اللہ تعالیٰ حضرت اقدسؒ کے اس فیض کو تا قیامت جاری و مقبول فرمائے۔(آمین)

حضرت حسین رضی اللہ عنہ —— اہلِ کوفہ
یزیدی پارٹی کا ان سے سلوک، کوفہ میں کرفیو
ذلّت کی زندگی پر شہادت کو ترجیح

حضرت اقدس مولانا سید حامد میاں صاحب قدس اللہ سرہ العزیز

ترتیب و تزئین: مولانا سیّد محمود میاں صاحب مدظلہم

گیسٹ نمبر ۳۱، سائیڈ بی، ۸۴-۳-۲۳

الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ خیر خلقہ سیّدنا و مولانا محمّد وّآلہ واصحابہ اجمعین اما بعد!

اہلِ کوفہ کی طرف سے حضرت حسینؓ کو دعوت

اس میں واقعہ چل رہا تھا حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا، اُس میں ایسا ہُوا کہ جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات ہُوئی، یزید کو بٹھایا گیا وہ اُن کا جانشین ہُوا تو کُوفہ کے علاقہ والوں نے اُس کے ہاتھ پر بیعت نہیں کی اُس کو خلیفہ تسلیم نہیں کیا۔ اُنھوں نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ ہم نے کسی کے ہاتھ پر بیعت نہیں کی ہے آپ تشریف لے آئیں تو ہم آپ کے ہاتھ پر بیعت ہو جائیں گے اور صحیح خلافت یہاں قائم ہو جائے گی۔

دعوت دینے والوں میں بیعت رضوان والے صحابی بھی تھے

اس مضمون کو لکھ کر بھیجنے والوں میں صحابہ کرام بھی تھے مثلاً ایک صحابی ہیں اُن کا اسم گرامی ہے سلیمان بن صُرد رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ اُن لوگوں میں سے ہیں کہ جنھوں نے بیعتِ رضوان کی تھی اور بیعت رضوان والوں کو رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ انتم خیر اھل الارض۔ روئے زمین میں تم لوگ سب سے بہتر لوگ ہو اور جو منافق تھے ایک دو کا ذکر آتا ہے خدا کی قدرت اُنھوں نے بیعت کی ہی نہیں چھپ گئے کوئی اُونٹ کے پیچھے کوئی لگجاوے کے پیچھے اس طرح سے وہ دو تین تھے وہ بیعت نہیں ہُوتے باقی نے بیعت کی اور موقع شدید تھا تو اُس پر اللہ کی طرف سے ایک آیت بھی اُتری ہے لقد رضی اللہ عن المومنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ فعلم ما فی قلوبھم اللہ تعالیٰ نے اپنی رضا کا فیصلہ فرمالیا ہے اُن لوگوں کے بارے میں کہ جب وہ بیعت ہورہے تھے تم سے درخت کے نیچے فعلم ما فی قلوبھم اللہ تعالیٰ نے جانچ لیا جو اُن کے دِلوں کی کیفیت تھی فانزل السکینۃ علیھم پھر اُن پر سکینہ نازل فرما دیا۔ سکینہ سکون اطمینان اور رحمت کے آثار یہ ہیں سکینہ اور سکون کے لیے تو آدمی پریشان رہتے ہیں سکون کی طلب میں رہتے ہیں واثابھم فتحًا قریبا اور اُن کو بدلہ دیا اللہ نے کہ عنقریب فتح وے دی ومغانم کثیرۃ یاخذونھا بہت سے اموالِ غنیمت اُنھیں ملتے رہیں گے اللہ تعالیٰ نے یہ بتلایا ان لوگوں کے بارے میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا انتم خیر اھل الارض تم روئے زمین میں سب سے بہتر لوگ ہو۔ اور حدیثوں میں یہ بھی آتا ہے کہ اُن میں سے کوئی آدمی جہنّم میں نہیں جائے گا اب ان لوگوں میں جو کوفہ میں رہتے تھے اور اُنھوں نے خط لکھا حضرت سلیمان بن صردؓ کا اسمِ گرامی آتا ہے اور خط میں تھا کہ ہم آپ کے ہاتھ پر بیعت کریں گے اور شاید اللہ تعالیٰ اس کو بہتر کردے ہمارے لیے مستقبل کے لیے اسلام کے لیے۔

کوفہ کو روانگی، لڑائی کا ارادہ نہ تھا

تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے چلنے کا ارادہ کیا اور اس خیال سے گئے کہ وہاں امن ہے اور ان کا جو فیصلہ ہے اس میں کوئی اس طرح کی گڑبڑ نہیں ہے کہ پریشانی کا باعث ہو لڑائی کی نوبت آئے یہ اُن کے ذہن مُبارک میں تھا اس لیے وہ اپنے ساتھ اہل وعیال کو بھی لے چلے۔

بغیر بیعت کے رہنا اسلام میں نہیں ہے

اچھا کسی سے بیعت نہ ہونا اور حکومت کے بغیر رہنا یہ تو اسلام میں نہیں آیا اور اسلام میں خلیفۂ عادل خلافتِ عادلہ ہو اُس کا درجہ بھی آیا ہے اُس کا ثواب بھی آیا ہے وہ آدمی جو عادل خلیفہ ہوگا وہ خُدا کی رحمت کے سائے کے نیچے ہوگا، قیامت کے دن سات قسم کے لوگ ایسے ہیں کہ یظلھم اللہ فی ظلہ یوم لا ظلّ الا ظلہ ــــ جس دن اُس کے سائے کے سوا کوئی اور سایہ نہ ہوگا یعنی جسے وہ سایہ نہ دے

تو وہ سایہ پا نہیں سکے گا تو وہ سات قسم کے آدمی ہوں گے جنھیں اللہ تعالیٰ کی رحمت کا سایہ میسّر ہوگا اُن میں ایک یہ بھی ہے اِمَامٌ عَادِلٌ کہ امام ہو اور عادل ہو۔ اُن کے سامنے تھا کہ یہ آثار پائے جا رہے ہیں ان لوگوں کے جواَب برسرِ اقتدار آ رہے ہیں کہ یہ عدل نہیں کریں گے اور یہ صرف اُن کا ہی گمان نہیں تھا بلکہ بہت سے لوگوں کا گمان یہی تھا۔

حضرت معاویہ رضؓ کا نقطۂ نظر

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے سامنے جو مسئلہ تھا وہ یہ تھا کہ میرے بعد حکومت کسی اور خاندان کا آدمی اگر ہوگا کسی اور طرح کا آدمی ہوگا تو چلا نہیں سکے گا لوگ اُس کے ساتھ تعاون نہیں کریں گے ماتحت نہیں ہوں گے اور تعاون نہ کریں تو حکومت چل ہی نہیں سکتی اُنھوں نے اس لیے بیٹے کو رکھا۔

اہلِ کوفہ وغیرہ کا نقطۂ نظر

اور اِدھر ان لوگوں نے یہ اندازہ کرتے ہُوئے کہ یہ آدمی صحیح نہیں ہے اُنھوں نے اس کی بیعت قبول نہیں کی تو بیعت قبول نہ کرنے والوں میں اور انکار کرنے والوں میں کوفہ والے جو تھے وہ سب سے پیش پیش تھے اُنھوں نے ان کو دعوت دی۔

ممکن ہے حضرت حسینؓ پر یہ عند اللہ واجب ہوگیا ہو

اور کوفہ جو تھا وہ اس اعتبار سے اہم ترین علاقہ تھا کہ یہ آزربائی جان اور بخارا وغیرہ تک جو لمبی پٹی تھی یہ بہت بڑا علاقہ تھا یہ سارا اسی کوفہ کے تحت تھا تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ذہن مُبارک میں یہ بات آئی کہ جب اُنھوں نے اَب تک بیعت نہیں کی اور کوئی اور آدمی ان سے بیعت نہیں لے گا اور اگر لے گا تو فساد کا باعث ہو سکتا ہے، صحیح طرح نہ چلائے یہ ہو سکتا ہے، کوئی غلط آدمی قابض ہو جائے یہ ہو سکتا ہے اس لیے مجھے چلے جانا چاہیے اُن کی رائے یہی ہوئی اور ایسی حالت میں ہو سکتا ہے کہ اُن کے اُوپر وہاں جانا واجب بھی ہوگیا ہو کہ ضرور جائیں۔ عند اللہ کیونکہ وہ لوگ ابھی تک کسی کے ہاتھ پر بیعت نہیں ہوئے اور اگر کسی فسادی کے ہاتھ پر بیعت ہوگئے تو پھر زیادہ نقصان ہو سکتا ہے اس لیے اُن کی نظر میں یہ ممکن ہے کہ وجوب ہوگیا ہو اُن پر کہ ضرور جایا جائے لہٰذا وہ روانہ ہُوئے۔

اُن کے ذہن میں لڑائی کا خیال نہ تھا

اَب یہ اُن کے ذہن میں نہیں تھا کہ وہاں لڑائی کی نوبت آئے گی ورنہ لشکر لے کر جاتے، اگر ان کی یہ نیت ہوتی کہ لڑنا بھی ہے خلافت حاصل کرنے کے لیے تو اپنے ساتھ سپاہی لے کر جاتے گھر والوں کو لے کر نہ جاتے۔ اُن کے ذہن میں اِن لوگوں

کی دعوت سے جو خاکہ سمجھ میں آیا وہ یہ ہے کہ وہ لوگ بالکل کسی کے ہاتھ پر بیعت نہیں ہوئے اور نہ ہوں گے تو پھر آزاد رہیں گے، گویا خود مختاری کا اعلان کریں گے اور ہیں سب فوجی وہاں سے فوجیں لے جاتے تھے۔ بھرتی بھی ہوتی اور فوجی ہیڈ کوارٹر تھا۔

بصرہ مکران، سندھ، جغرافیہ

کوفہ اور بصرہ جو تھا وہ یہاں سندھ تک کے لیے تھا سندھ میں آتے تھے تابعین آئے ہیں۔ صحابہ کرام کے دَور میں حضرت عُمر رضی اللہ عنہ کے دَور میں مکران تک آگئے تھے اور مکران سے ممکن ہے اُس وقت سندھ میں داخل ہُوئے ہوں اور مکران سندھ شمار ہوتا ہو یہ ملتان کا علاقہ بھی اُس سے ملحق تھا شاید وہ زیادہ بڑا مرکز تھا کافی عرصہ یہ ملحق ادھر سے رہا اور شاید اسی کا اثر ہے کہ ملتان والے یہ کہتے ہیں بعض دفعہ کہ پنجاب جائیں گے پنجاب آئیں گے، جیسے بہاولپور والے کہتے ہیں کہ پنجاب جائیں گے پنجاب آئیں گے۔ یعنی اُن کے ذہنوں میں یا اُن کے محاورے میں یہ الگ کوئی جگہ ہے اب بھی یہ سرائیکی لوگ کہتے ہیں کہ سرائیکی صُوبہ ہمیں دیا جائے تو کچھ ایسا حصہ ہے کہ ہو سکتا ہے اُس وقت مکران اُدھر ہو تو پھر تو مکران سندھ میں داخل ہُوا مکران ہے لسبیلہ ہے کراچی ہے لسبیلہ کراچی سے چند میل کے فاصلے پر ہے اور لسبیلہ کی حدُود کراچی کے قریب سے شروع ہو جاتی ہیں تو اس طریقہ پر یہ لوگ یہاں تک آتے تھے ان کا جو تعلق تھا ان کا جو ہیڈ کوارٹر تھا وہ بصرہ تھا اور اُدھر آذر بائی جان بخارا اور تاشقند روس میں ایک علاقہ ہے اس حصّہ کا تعلق جو تھا وہ کوفہ سے تھا تو حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ جانتے تھے کہ وہاں کسی کو فوج کی ضرورت نہیں ہے وہ لوگ خود فوج کے لوگ ہیں بس نظم و ضبط کا فرق پڑ جاتا تھا باقی ہر آدمی جو تلوار چلا سکتا ہو جو نیزہ بازی کا ماہر ہو جو سواری کر سکتا ہو جو تیر اندازی کر سکتا ہو وہ لڑ بھی سکتا ہے تو بڑی عمر تک کے لوگ لڑتے بھی رہے جن کو اس کی مشق تھی اپنے اُوپر اعتماد تھا بھروسہ تھا وہ بڑی عمر تک لڑتے رہے ہیں یا اس لیے لڑتے رہے ہیں کہ مرنا تو ہے ہی شہید ہو کر مر جائیں گے اُس زمانے میں ایسے لوگ بہت ملیں گے جن کی عُمر بھی بڑی تھیں اور پھر بھی جنگوں میں شرکت اُنھوں نے کی یہ سوچتے ہُوئے حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھ بچّے لیے گھر کے لوگ لیے کہ وہاں چلے جائیں گے تو وہاں رہ سکیں گے اور پھر اگر حکومت کا اعلان ہو جاتا ہے پھر تو بچّوں کو بُلانے میں دِقّت ہوتی ہے یہ تو صحیح بات ہے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی تشریف آوری عبیداللہ ابن زیاد کی آمد اُس کا ظلم اور کرفیو

وہ جب آئے ہیں اِدھر تو یہ ہُوا کہ ان کا پتا چل گیا یزید کو اور دوسرے لوگوں کو اُنھوں نے فوراً ایک شخص کو جو بصرہ میں عبیداللہ ابن زیاد

اُس کو بھیج دیا سخت آدمی تھا وہ پہنچا وہاں اور جاکر اُس نے کرفیو کر دیا، کرفیو سے آپ کو آسانی سے سمجھ میں آسکتا ہے کہ جو کیفیت کوفے والوں کی وہاں ہوئی ہوگی تو اَب یہ اُن کے بس کی بات نہیں رہی کہ پھر وہ جمع ہوں اور باہر نکلیں جو چھا گیا اُوپر سے بس چھا گیا حضرت حسین رضی اللہ عنہ جب وہاں پہنچے ہیں تو پھر اُس نے یہ بڑی سخت غلطی کی کہ اُن کے ساتھ کسی قسم کی رعایت کا سلوک نہیں کیا بلکہ ایسے انداز میں رہا ہے کہ جو دنیاوی حکومت کرنے والوں کا انداز ہوتا ہے اور یہ انداز خود یزید کا اور یزید کے خلفاء کا جن جن کو اُس نے مقرر کیا اُن کا یہ ثابت ہوا ہے چنانچہ اُس (عبید اللہ) نے ان سے مطالبہ کیا تو لشکر بھیج دیا گیا ایک ہزار کا لشکر تھا پھر اور لشکر بھیج دیا وہ خاصا لشکر بن گیا ابھی یہ ستّر بہتّر کل آدمی تھے اُن کے لیے اتنا بڑا انتظام کیا جائے اتنا بڑا لشکر بھیج دیا اُس کا مطلب یہی تھا کہ کسی بھی طرف سے اگر خبر پہنچ جائے اور کوئی قبیلہ یا کسی جگہ سے لوگ اُٹھ کر آبھی جائیں مدد کے لیے تو ہمارا لشکر وہاں پہلے سے موجود ہو یہ نہیں کہ ہم اس وقت بھیجیں لشکر اس لیے اُس نے اتنا بڑا انتظام کیا اور اتنی بڑی تعداد میں لوگ بھیجے، پہلے کچھ بھیجے پھر اور بھیجے اور وہ تقریباً چھ ہزار آدمی بن گئے اَب چھ ہزار آدمی تو بہت بڑی چیز ہوتی ہے۔ اُس دَور کے لحاظ سے بہت بڑی چیز تھی بلکہ اس دَور کے لحاظ سے کیا اور آج کے لحاظ سے کیا چھ ہزار ٹرینڈ اور منظّم فوجی جو ہوتے ہیں تو یہ بہت بڑی تعداد ہوتی ہے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے یزیدیوں سے فرمایا

اُنھوں نے اُن سے یہ فرمایا کہ میں جو آیا ہوں لڑنے کے ارادے سے نہیں آیا ہوں۔ مَیں جس ارادے سے آیا ہوں یا جس خیال سے آیا ہوں اُس کا حل یہ ہے کہ یا تو تم لوگ مجھے یزید کے پاس جانے دو مَیں اُس سے خود بات کروں گا یا مجھے مدینہ منوّرہ واپس جانے دو کیونکہ لڑائی کے ارادے سے نہیں آیا تو مجھے واپس جانے دو اور تیسری صُورت یہ ہے کہ تم لوگ اگر مجھے مضر سمجھتے ہو اپنے لیے تو پھر مورچوں میں بھیج دو جہاں جہاد ہو رہا ہے وہاں میں جہاد کرتا رہوں گا ملک سے تمہارے خارج (اور باہر) رہوں گا ایک طرح سے تو اُس نے ان باتوں کو نہیں مانا اُس نے کہا کہ پہلے آپ یزید کے ہاتھ پر بیعت کریں اُس کے بعد ہم غور کریں گے۔

حضرت حسینؓ نے ذلّت کو قبول نہ کیا

اُنھوں نے کہا یہ بات تو ایک ذِلّت آمیز چیز ہے یہ مَیں نہیں کروں گا مدینہ منورہ میں بھی بیعت نہیں کی تھی اُنھوں نے رَوانہ ہو گئے تھے مکہ مکرمہ چلے گئے تھے۔ عبد اللہ بن زبیرؓ نے بیعت نہیں کی۔

مروان کا مشورہ

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے جس شخص کو مدینہ کا امیر مقرر کیا تھا سعید اُن کے خاندان کا تھا بنو اُمیّہ کا اُس کو مروان نے مشورہ دیا کہ تم ان لوگوں سے فوراً بیعت لو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے انتقال کی خبر پھیلنے سے پہلے پہلے اُنھیں بُلالو بیعت کے لیے لیکن اندازہ سب کو تھا۔ حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور دوسرے کچھ اور حضرات اِن کو بُلایا اور اُس نے کہا کہ اگر یہ بیعت ہوتے ہیں تو ٹھیک ہے اور اگر بیعت نہ ہوں تأمل کریں تو ان کو مارو اُس (سعید) نے کہا کہ مارنا تو میرے بس کا نہیں ہے یہ کام تو میں نہیں کروں گا اُنھیں بُلایا رات کو اُنھوں نے کہا رات کو تنہائی میں ہمارے بیعت ہونے سے فائدہ کیا ہوگا، کسی کو کیا پتا چلے گا ہم بیعت ہوئے ہیں یا نہیں ہوئے، ہم کسی ایسے موقع پر بیعت ہوں گے جب سب لوگ دیکھیں وہ مجبور نہیں کرسکے اُنھوں نے دوٹوک جواب بھی نہیں دیا لیکن بیعت نہیں کی اِنھوں نے۔ پھر یہ لوگ راتوں رات یا کسی وقت جو وقت ان کو مِلا یہ مدینہ منوّرہ سے باہر نکل کر مکّہ مکرمہ آگئے۔

یاددہانی

یہ مَیں آپ کو پہلے بتلا چکا ہُوں یزید کے بارے میں دورہ کیا تھا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے یزید کے بارے میں دورہ کیا تھا اور کوفے تشریف لے گئے بصرہ تشریف لے گئے مکّہ مکرمہ، مدینہ منوّرہ گئے۔ اِن چار بڑے علاقوں کا دَورہ فرمایا اُنھوں نے مرکزی جگہوں کا لیکن ان جگہوں پر یزید کے خلاف فضا تھی اور اُن کی اس رائے سے اتّفاق نہیں تھا ان لوگوں کو کہ ابھی سے بعد کے لیے یزید کو قائم مقام خلیفہ بنالیا جائے اور وہ خلیفہ ہو اُن کے بعد، اس سے اتّفاق نہیں تھا اور کسی کو بناؤ اس کی شہرت لوگوں کے ذہنوں میں ٹھیک نہیں تھی وہاں سے یہ چلے آئے اچھا وہاں والوں کے بارے میں جو رویّہ رہا ہے اُس کا وہ بھی بڑا سخت ہے اور اُس نے جو بیعت کی ہے مارا ہے لوگوں کو لڑائی تو ختم ہوگئی بعد میں اُس نے کرفیو جیسی کیفیّت رکھی ہے۔

جبری بیعت، یزید کی غلامی

اور لوگوں کو بُلاتا رہا ہے اور اُن سے کہتا رہا ہے کہ کہو ہم نے غلطی کی اور بیعت کرو یزید کے ہاتھ پر اور کس کس سے اُس نے یہ کہا ہے، یہ کس کس کا لفظ تاریخ میں نہیں ہے تاریخ میں تو یہ ہے کہ اُس نے کہا ہے کہ تم یہ بیعت کرو کہ عَبِیْدٌ کہ تم غلام ہو یزید کے اس بات پر بیعت کرو کہ ہم غلام ہیں یزید کے جس نے انکار کیا اُسے مار دیا اُس نے۔ اس لحاظ سے مدینہ منوّرہ میں بہت شہادتیں ہُوئی ہیں یہ اُس کے اس آدمی کا ذہن ہے اسی قسم کا ذہن عبیداللہ بن زیاد کا بھی تھا۔ عبیداللہ بن زیاد نے بھی اس طرح کی باتیں کیں حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے اُنھوں نے نہیں مانی گرفتار کرنا چاہا تو گرفتاری نہیں دی اُنھوں نے، گرفتاری دے دیتے تو تلوار اُٹھانے کی نوبت نہ آتی

ہتھیار ڈال دیتے تلواریں وغیرہ یہ اُدھر کا رواج ہے ہر آدمی مُسلّح ہوتا ہے ہر ایک کے پاس تلوار تھی نیزے تھے تیر کمان، خنجر ڈھال، زرہ گھوڑے یہ کُل سامان یہی تھا حکومت کے پاس اس سے زیادہ ہوتا ہے اور وہ منجنیں وغیرہ ہوتی تھی جیسے کہ گویا توپ سے کام لیا جاتا ہے اس قسم کا کام لیا جاتا تھا اور کچھ چیزیں اور بھی ایجاد کی تھیں اُنھوں نے اور وہ ٹینک جیسی چیز ہوتی ہے اُس کا بھی ثبوت ملتا ہے، آذر بائیجان کے علاقے میں جب پہنچے ہیں صحابہ کرام وغیرہ تو ان حضرات نے کچھ چیزیں ایسی ایجاد کی تھیں تو منجنیق تو طائف میں نصب کیا گیا تھا اس میں دو طریقے تھے ایک یہ کہ پتھر بھر کے پھینکے جائیں دُور جاتے تھے جہاں تک جائیں گو یا چوٹ لگتی تھی اس سے زخمی ہو جاتے تھے دوسرا طریقہ یہ تھا کہ آگ لگا کر گولہ پھینک دیا جاتا تھا اس سے نقصان ہوتا تھا بھگدڑ مچ جاتی تھی، یہ چیزیں استعمال میں آئی ہیں لیکن جو باقی ہتھیار تھے ان ہتھیاروں پر کوئی پابندی کسی کی نہیں تھی ہر ایک رکھ سکتا تھا تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے پاس یہ تلواریں وغیرہ ہی تھیں کوئی بہت زیادہ ہتھیار نہ تھے باقی باتیں انشاء اللہ آئندہ بیان ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اہلِ بیت اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی محبّت اور آخرت میں اس کا ساتھ نصیب فرمائے۔

عُمدہ اور فینسی جِلد سازی کا عظیم مرکز

نفیس بُک بائنڈرز

NBB

ہمارے یہاں ڈائی دار اور لیمینیشن والی جلد بنانے کا کام انتہائی معیاری طور پر کیا جاتا ہے

نیز قرآن مجید کی اعلیٰ قسم کی بکس والی جلد بھی خوبصورت انداز میں بنائی جاتی ہے

مُناسب نرخ پر معیاری جِلد سازی کے لئے رجوع فرمائیں

۱۶۔ ٹیپ روڈ نزد گھوڑا ہسپتال لاہور

فون 7322408

دار العلوم دیوبند کی خدمات

حضرت مولانا مرغوب الرحمن مہتمم دار العلوم دیوبند

چودہ پندرہ اور سولہ محرم الحرام ۲۲ ۱۴ھ کو جمعیت علماء اسلام پاکستان کے زیرِ اہتمام پشاور میں منعقد ہونے والی سہ روزہ عالمی کانفرنس "دار العلوم دیوبند کی ڈیڑھ سو سالہ خدمات" کے موقع پر دار العلوم دیوبند کے مہتمم حضرت مولانا مرغوب الرحمن صاحب دامت برکاتہم نے دار العلوم دیوبند کی تعلیمی، ملی اور فلاحی خدمات کے تعارف پر مشتمل درج ذیل معلوماتی اور مفید مقالہ پیش فرمایا، جسے افادہ عام کے لیے قارئین انوارِ مدینہ کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔ (مدیر)

حمد و صلوٰۃ کے بعد میرا سب سے خوشگوار فریضہ یہ ہے کہ میں جمعیت علماء اسلام صوبہ سرحد کے محترم اراکین کا شکریہ ادا کروں اور اُن کی خدمت میں دلی مبارکباد پیش کروں کہ ان کی محنت سے "دار العلوم دیوبند کانفرنس" کا انعقاد ہو رہا ہے اور اس طرح دار العلوم دیوبند اور اس کی خدمات کے بارے میں کچھ عرض کرنے کا موقع فراہم ہوا ہے خداوند قدوس دار العلوم دیوبند اور اس کے منہاج پر کام کرنے والے تمام اداروں کی حفاظت فرمائے اور اُن کے ذریعہ دینِ مُبین اور ملّتِ اسلامیہ کی انجام دی جانے والی خدمات کو دُنیا میں بار آور اور آخرت میں قبولیت سے نوازے۔ آمین

حاضرین محترم! یہ بندۂ ناتواں ضعف و علالت اور پیرانہ سالی کے سبب سفر کے قابل نہیں ہے اور دار العلوم کی مصروفیات بھی میرے پاؤں کی زنجیر ہیں لیکن دار العلوم کے تعلق نے اس مشکل کو آسان کر دیا اور یہ بات پیش نظر رہی کہ اس طرح دار العلوم سے انتساب رکھنے والے اہلِ علم خصوصاً صوبہ سرحد کے برادرانِ اسلام سے ملاقات ہو جائے گی جو اپنی اسلامی اور انسانی خصوصیات کے اعتبار سے دُنیا

کے بہترین مُسلمانوں میں شمار کیے جاتے ہیں وہ اپنی شجاعت و دلیری، پابندیٔ عہد و پیمان، غیرت و حمیّت، صبر و قناعت اور عزم و ہمّت کے لیے ساری دُنیا میں مشہور ہیں اور دارالعلوم دیوبند سے ان کی بہت قدیم رُوحانی والہانہ محبّت ہے، دارالعلوم دیوبند سے محبّت ہی کا کرشمہ ہے کہ دارالعلوم کے قیام کے ابتدائی سالوں ہی سے اس علاقہ کے طلبہ دیوبند پہنچتے رہے، پھر اسی علاقہ کے بعض فضلاء نے دارالعلوم سے فراغت کے بعد وہاں کے شعبۂ تدریس کی خدمات انجام دیں نیز یہ کہ جمعیت عُلماء ہند کا اجلاس ہشتم ۱۹۲۷ء میں اسی پشاور کے علاقہ میں ہُوا جس کی صدارت حضرت علامہ انور شاہ کشمیری قدس سرہ نے کی، اس اجلاس میں پڑھا گیا خطبہ صدارت حضرت علّامہ قدس سرہٗ کی علمی جلالت شان کا آئینہ دار ہے اور آج بھی برِّصغیر کے مُسلمانوں کی دینی رہنمائی کے لیے بے حد اہمیّت کا حامل ہے۔

برادران اسلام! "ڈیڑھ سو سالہ خدمات دارالعلوم دیوبند کانفرنس" بھی اس علاقہ کی دارالعلوم دیوبند سے وابستگی اور شیفتگی کی علامت ہے کہ حضرت مولانا مفتی محمود رحمہ اللہ نے اجلاس صد سالہ کے موقع پر پاکستان اور بنگلہ دیش میں بڑے اجتماعات منعقد کرنے کی تجویز پیش کی اور حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیّب رحمہ اللہ نے ان کی تجویز سے اتّفاق کرتے ہُوئے اس کی اجازت دی اور آج انہی بزرگوں کی تجویز و تصویب کے مطابق جمعیت عُلماء اسلام یہ اجلاس منعقد کر رہی ہے جس کا مقصد دارالعلوم کی خدمات کا تعارف ہے اور مجھے بھی اسی سلسلے میں اپنی معروضات پیش کرنی ہیں لیکن ظاہر ہے کہ دارالعلوم دیوبند کی ہمہ گیر اور آفاقی خدمات اور اس کے کارناموں سے لبریز تاریخ کے بارے میں مختصر وقت میں تفصیلی گفتگو نہیں کی جاسکتی، اس لیے اختصار کے ساتھ عرض ہے، خدا تعالیٰ ان باتوں کو مفید بنائے۔ آمین

دارالعلوم کیا ہے؟

اس سلسلے میں مجھے سب سے پہلے یہ واضح کرنا ہے کہ دارالعلوم کیا ہے اور اس کا مقصد و منہاج کیا ہے؟ اختصار کے ساتھ یہ سمجھنا چاہیے کہ دارالعلوم دیوبند اپنے قیام کے روزِ اوّل سے آج تک الحمد للہ اسی علمی، عملی اور تہذیبی وراثت کا امین ہے جو اسے عہدِ خیر القرون سے قرناً بعد قرن پہنچی ہے ملّتِ اسلامیہ کی توجہات کا یہ مرکز علم و عمل کے لحاظ سے عہدِ خیر القرون کا نمونہ ہے، یہاں سب سے زیادہ باکمال وہ ہے جو زمان و مکان کے فاصلوں کو طے کر کے مجلسِ نبوّت میں حاضر ہو جائے جس سے صحابہ رضی اللہ عنہم نے استفادہ کیا

تھا، دارالعلوم کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس نے کبھی وہ رنگ قبول نہیں کیا جو صبغۃ اللہ نہیں تھا، اسی لیے مکمل یقین کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمّت کے فرقہ ناجیہ کی جو علامت "ما انا علیہ واصحابی" (میرے اور میرے صحابہؓ کے عقیدہ وعمل کے مطابق) بیان فرمائی تھی وہ الحمد للہ دارالعلوم کے مسلک پر پوری طرح منطبق ہے، دارالعلوم گویا اس صراط مستقیم کا محافظ اور پہرے دار ہے جو حضور پاک صلّی اللہ علیہ وسلّم سے صحابہ کرامؓ کو اور صحابہ کرامؓ سے تابعینؒ کو اور صحابہؓ وتابعینؒ سے ائمہ مجتہدینؒ کو پہنچتی رہی ہے پھر ائمہ مجتہدینؒ سے اُمّت کو ہر عہد میں یہ امانت ایسے انتخاب روزگار بزرگوں کے ذریعہ منتقل ہوتی رہی جو اگرچہ انفرادی طور پر معصوم نہیں ہیں لیکن اُن کا مجموعی موقف یقیناً معصوم ہے، اس طرح الحمد للہ دین کی ابدی حفاظت ہوئی اور خداوند تعالیٰ وقیوم کا وعدہ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحفظون ——— پورا ہوتا رہا اور اسی لیے دارالعلوم کے مسلک حق کے مطابق قرآن کریم اور دین مبین کی صرف وہی تعبیر درست ہے جس کے حال کا رشتہ ماضی سے منقطع نہ ہوا ہو۔ چنانچہ دارالعلوم نے روز اوّل ہی سے قرآن کریم کو سینہ سے لگائے رکھنے کے ساتھ سُنّت کی اہمیّت پر پورا پورا زور دیا اور قرآن وسُنّت کی حامل اوّلین جماعت یعنی حضرات صحابہ کرام کی توقیر وعظمت، اُن سے محبّت اور بحیثیّت طبقہ اُن کے مقدس اور عدول ہونے کے عقیدے کو اپنایا، الغرض دارالعلوم اسی صراط مستقیم کا پاسبان ہے جو صحابہ کرامؓ سے نسلاً بعد نسل منتقل ہوتی رہی ہے اور اس کا واضح ثبوت یہ ہے خداوند عالم نے اکابر دارالعلوم کے ذریعہ گزشتہ زمانہ میں جو خدمت لی ہے وہ بے مثال ہے، بلا خوفِ تردید کہا جا سکتا ہے کہ ہدایت کا کوئی رُخ ایسا نہیں ہے جہاں باری تعالیٰ نے دارالعلوم کے ذریعہ منارے اور مشعلیں قائم نہ فرمادی ہوں، اسی طرح ضلالت وگمراہی کا کوئی پیچ وخم ایسا نہیں ہے جہاں باری تعالیٰ نے اس کے ذریعہ صحیح رہنمائی کے اسباب فراہم نہ کردیئے ہوں، اس لیے کہ دارالعلوم کا قیام جن حالات میں عمل میں آیا اُن میں عُلماء کرام کی ذمّہ داریاں بہت بڑھ گئی تھیں اور یہ محض اللہ کا فضل وکرم ہے کہ اس نے اکابر دارالعلوم کے ذریعہ ان ذمّہ داریوں کو پُورا کرایا۔ فللہ الحمد۔

قیامِ دارالعلوم کا پس منظر

دارالعلوم کا قیام جن حالات میں عمل میں آیا تھا وہ تاریخ کا نازک ترین دَور ہے، ہندوستان تقریباً

ایک ہزار سال تک مسلم سلاطین کے زیرِ نگیں رہا ہے لیکن بہ استثناء چند سلاطین اسلام کے تغافل کے سبب اسلام کی دعوت و تبلیغ کا کام صرف علماء و صوفیاء کے ذریعہ انجام پاتا رہا اور آج تک اس سرزمین پہ اسلام اور مسلمانوں کے نام سے جو کچھ بھی موجود ہے وہ انہی علماء و صوفیاء کی مساعیٔ جمیلہ کی یادگار ہے بلکہ سچ پوچھیے تو مسلمانوں کے عہدِ سلطنت میں بھی غلط کار اور غلط اندیش حکمرانوں کی بنیادی غلطیوں کی اصلاح کا فریضہ بھی یہی برگزیدہ جماعت انجام دیتی رہی ہے لیکن اسلامی حکومت کے انحطاط اور زوال نے ان حضرات کی ذمّہ داریوں میں بہت اضافہ کردیا، ایک طرف حکومت و اقتدار کی بازیابی کے لیے جدّوجہد اور دوسری اس دَور کے بدلتے ہوئے حالات میں اسلام اور مسلمانوں کی بقاء و تحفّظ کا پُرپیچ مرحلہ۔ حالات بڑے مایُوس کن تھے لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم اور صحابہ کرامؓ کی میراث کے وارث اور صراطِ مستقیم پہ جمنے والے اہلِ حق' خاندانِ شاہ والی اللہ کی صورت میں ظاہر ہوئے اسلامی حکومت کے دورِ انحطاط میں اس خانوادے نے جو جلیل القدر علمی و فکری خدمات انجام دی ہیں وہ اسلامی تاریخ کا عظیم الشّان ذخیرہ ہیں، نہ صرف ہندوپاک بلکہ بیشتر بلادِ عربیہ کی دینی فضا بھی اسی جماعت کی کوششوں کی یادگار ہے، حضرت شاہ ولی اللہ کی انقلاب آفرین جدوجہد کے بعد ان کے صاحبزادگان نے تیرہ و تاریک ماحول میں آفتاب عالم تاب کی طرح ضیاء پاشیاں کیں، مُلکی زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ، ہندوستان کو دارالحرب قرار دے کر حکومت تسلّط کے خلاف محاذ آرائی اور دہلی کی مسندِ حدیث و فقہ کی رونق افزائی ان کے زریں کارنامے ہیں۔

دارالعلوم دیوبند کے اکابر اور بانیوں کو بھی اسی خانوادۂ علم و دانش سے نسبتِ فیض حاصل ہے کہ ان بزرگوں نے جب یہ دیکھا کہ انگریزی سامراج کے ظلِ اقتدار میں ذہن و فکر اور تہذیب و تمدّن کا زبردست انقلاب مسلمانوں کی بساط کو تہ و بالا کردینے پر تلا ہوا ہے تو انھوں نے اس سیلاب پہ بند باندھنے کی سعی کی اور جہاد بالسیف سے غفلت نہ برتتے ہوئے انھوں نے دیوبند کی سرزمین پہ اسلام کی حفاظت اور مسلمانوں کی مذہبی اقدار کی حفاظت کے لیے ایک عربی مدرسہ کی بنیاد رکھ دی، ان بزرگوں میں سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہؒ صاحب مہاجر مکّی حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، قطب الاقطاب حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، حضرت مولانا سید عابد حسین دیوبندیؒ، حضرت مولانا ذوالفقار علی صاحب دیوبندیؒ، حضرت مولانا شاہ رفیع الدّین صاحبؒ، حضرت مولانا محمد یعقوبؒ

صاحب اور حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحبؒ کے نام سرِ فہرست ہیں۔

خاندان ولی اللّٰہی سے نسبت فیض رکھنے والوں نے جب دارالعلوم دیوبند کی صُورت میں ایک چشمہ علم و معرفت قائم فرمادیا تو خُداوندِ عالم نے مُسلمانوں کے قلوب کو اس کی طرف مائل کردیا اور حصولِ علم کے پروانے جوق در جوق اس شمع کا طواف کرنے لگے۔ قبول عام کا یہ منظر بھی چشمِ فلک نے دیکھا کہ دارالعلوم کے قیام کے پہلے ہی سال میں متعدّد غیر ملکی طلبہ بھی داخل ہُوئے اور اسی کے ساتھ جو دارالعلوم کی علمی، عملی، تعمیری، دفاعی اور سیاسی خدمات توفیق خداوندی سے پھیلنا شروع ہُوئیں تو خطہ عالم کا ایک ایک گوشہ اس سحاب رحمت کی فیض رسانیوں سے مستفید ہُوا اور اس مُدّت میں ہزاروں اساطین اُمّت نے اس گلشن علم و معرفت کی آبیاری کی، ان بزرگوں کے نام اور کارنامے تاریخِ انسانیت کا زرّیں باب ہیں، خُدا ان کی ارواح کو خوش و خرم رکھے اور جنّت الفردوس میں انھیں درجات عالیہ سے سرفراز فرمائے اور اُن کے سینچے ہُوئے گُلستاں کی بہاروں کو تا ابد قائم و دائم رکھے۔ آمین۔

دارالعلوم کا آفاقی فیض

چنانچہ رجال دارالعلوم کے ذریعہ پیش آمدہ مسائل و معاملات میں جو رہنمائی قرآن و سُنّت اور اجماع و قیاس کی روشنی میں پچھلی صدی میں کی گئی ہے وہ الحمد للہ اپنی جگہ نہایت کامل و مکمّل ہے، اور اگرچہ گزشتہ صدی اپنی مادی اور صنعتی ترقی اور ذہنی انقلاب کے لحاظ سے بہت اہم اور تاریخ انسانیت میں سب سے زیادہ انقلاب آفرین ہے، لیکن انسانیت اور مُسلمانوں کا ایک مسئلہ بھی ایسا نہیں ہے جس کا حل قرآن و سُنّت کی روشنی میں پیش نہ کردیا گیا ہو، دارالعلوم کی ان جلیل القدر خدمات سے دارالعلوم کی افادیّت وضرورت اور اس کے فیض عام کا اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ دارالعلوم دیوبند اسی گُلستانِ فطرت کی آبیاری کر رہا ہے جس کے ایک ایک شجرۂ طوبیٰ کو حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے دستِ اقدس سے لگایا گیا ہے۔

دارالعلوم کی مِلّی خدمات

اکابر دارالعلوم، دارالعلوم کے قیام سے پہلے انفرادی طور پر اسلامی خدمات انجام دے رہے تھے

لیکن دارالعلوم کے قیام کے بعد جب اُن کی قوّتوں میں اجتماعی شان پیدا ہوگئی تو خداوند عالم نے ان کے ہاتھوں سے جو اُمور انجام دلائے وہ بالیقین گزشتہ صدی کا تجدیدی کارنامہ ہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ دارالعلوم تجدیدی کارنامہ ہی نہیں جماعت مجددین کو جنم دینے والا ادارہ ہے، اس آفتاب ہدایت کی کرنوں نے برِّ صغیر پاک و ہند کو منوّر نہیں کیا بلکہ اس کا نُور افغانستان، انڈونیشیا، برما، تھائی لینڈ، افریقہ، چین، رُوس، سعودی عرب، سیلون، عراق، فرانس، کمبوڈیا، ملیشیا، نیپال، یمن اور دُنیا کے تمام علاقوں میں پہنچا، ان تمام ممالک کے فضلا کی آج تک کی مجموعی تعداد تقریباً چالیس ہزار اور فیض یافتہ منتسبین کا عدد کئی لاکھ ہے، ان فضلاء میں تاریخ کے سرسری جائزے کے مطابق ایک ہزار مشائخ طریقت دس ہزار مدرس، دو ہزار سے زائد مصنّف، تین ہزار ارباب افتاء، دو ہزار مناظر، آٹھ سو صحافی، آٹھ ہزار خطیب و مبلّغ، ایک ہزار طبیب اور ہزاروں ادیب پیدا ہوئے اور اسلامی علوم و فنون کا کوئی گوشہ ایسا نہیں ہے جو اس برگزیدہ جماعت کے احسانات سے گراں بار نہیں ہے، دینی علوم و فنون میں قرآن، حدیث، فقہ، فتاوی، عقائد اور اُن سے متعلّق علوم کی اتنی وقیع خدمات انجام دی گئیں کہ اُن کا شمار ناممکن ہے اگر ان کتابوں کی صرف فہرست تیّار کی جائے تو وہ اپنی ضخامت میں خود ایک مستقل تصنیف ہوگی۔

تصنیف و تالیف کے علاوہ درس و تدریس اور وعظ و تبلیغ کے ذریعہ جو مثالی کارنامے فضلائے دارالعلوم نے انجام دیے ان کا اندازہ بھی مشکل ہے، ہزاروں بلکہ لاکھوں مدارس کا قیام، ہزاروں خانقاہوں میں غلغلہ حق اور ہزاروں مراکز تبلیغ کی رونق انھی کے دم سے ہے مدارس، خانقاہوں اور مراکز تبلیغ کے علاوہ دارالعلوم کے فیض کا ایک بہت بڑا حصہ وہ تبلیغی سرگرمیاں ہیں جو براہِ راست دارالعلوم کے مبلّغین یا بالواسطہ دارالعلوم کے فضلاءٗ کی مساعی جمیلہ کے نتیجہ میں وجود پا رہی ہیں، برِّ صغیر پاک و ہند بلکہ دُنیا میں جہاں بھی تبلیغ و دعوت کے لیے کوئی نقل و حرکت پائی جاتی ہے۔ بلا شُبہہ اس کا بیشتر حصہ دارالعلوم کے فضلاء کا مرہون عمل ہے کہ حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی دارالعلوم سے فیض پانے والے بزرگوں اور حضرت شیخ الہندؒ کے تلامذہ میں ہیں۔

اس لیے بلا شُبہہ یہ ایک مسلّم حقیقت ہے کہ تصنیف و تالیف، درس و تدریس، بیعت و ارشاد اور تذکیر و تبلیغ کی صُورت میں جو خدمات انجام دی گئی ہیں وہی دراصل مُسلمانوں کی اجتماعی زندگی میں نشأۃ ثانیہ کی بُنیاد

ہیں اگر دارالعلوم کی یہ تعلیمی و تبلیغی جدّوجہد نہ ہوتی تو پچھلی صدی اپنی مادی ترقیات کے اعتبار سے فکر و نظر کا جو انقلاب اپنے جلو میں لائی تھی نہیں کہا جا سکتا کہ اس کا کیا انجام ہوتا اور کچھ بعید نہیں کہ ہندوپاک میں اسپین کی کہانی دہرائی گئی ہوتی لیکن اللہ تعالیٰ نے دارالعلوم دیوبند کی شکل میں اپنے دین کی حفاظت کے لیے جو قلعہ تعمیر کیا اس کی بدولت اسلاف کی امانت محفوظ رہی، مادیت اور ضلال کا ہر سیلاب جو اس کی فصیل سے ٹکرایا سجدہ ریز ہوا اور ناکام واپس ہوگیا۔

دارالعلوم کی دفاعی خدمات

ملّتِ اسلامیہ کی ان گراں قدر خدمات کے ساتھ دارالعلوم کی دوسری اہم خدمت یہ ہے کہ اس کے اکابر نے ہر دَور میں اسلام کی مخالف طاقتوں اور تحریکوں کا مکمل احتساب کیا، دارالعلوم کا قیام جس وقت عمل میں آیا تھا ان دنوں عیسائیت کے فروغ کا ایک ایسا فتنہ اُٹھا ہوا تھا جس نے پُورے عالم کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا، بحمداللہ اس فتنہ کی سرکوبی کے لیے دارالعلوم کا قدم آگے بڑھا اور مجادلہ و مناظرہ اور قلم و تحریر کے ہر میدان میں مدعیان عیسائیت کو شکستِ فاش نصیب ہُوئی اس موضوع پر ہزاروں صفحات فرزندانِ دارالعلوم کے قلم سے نکلے اور اس کے باوجود کہ حکومت و اقتدار کی تمام طاقتیں اس فتنہ کی پشت پناہی کر رہی تھیں لیکن بحمداللہ اُمّت محمدیہ بپتسمہ کے عذاب میں مُبتلا ہونے کے بجائے صبغۃ اللہ (اللہ کے رنگ) میں نکھر کر سامنے آئی اور عیسائیت کو یہ میدان چھوڑنا پڑا، اس سلسلے میں مستشرقین کے نام سے عیسائیت کی جو منظم اسکیم اسلام کی علمی بُنیادوں کو متزلزل کرنے کے لیے سامنے آئی تو اس کو فرزندان دارالعلوم نے علمی ہی میدانوں میں روپوشی پر مجبور کر دیا اور اس سلسلے کا کوئی جُھوٹ ایسا نہ تھا جس کی حقیقت بر وقت نہ کھول دی گئی ہو۔

اسی فتنہ کے پہلو بہ پہلو ہندوستان کے مُسلمانوں کو نعمتِ توحید سے محروم کرنے کے لیے ایک سازش کی گئی جس کو آریائی یا شدھی تحریک سے موسوم کیا جاتا ہے اس میدان میں بھی مناظرے اور زبانی و قلمی کوششیں کی گئیں اور فرزندان دارالعلوم نے تصنیف و تالیف کے ذریعہ اپنا فرض اس طرح ادا کیا کہ یہ فتنہ بھی تاریخ کی گود میں دفن ہو کر رہ گیا، اس موضوع پر آج بھی سینکڑوں کتابیں اسلامی کُتب خانہ کی زینت ہیں۔

انگریزوں کی جانب مُسلمانوں کے درمیان جو فتنے برپا کرائے گئے۔ اُن میں سب سے اہم فتنہ قادیانیت

کا تھا، اس فتنہ نے سیاسی، علمی اور اعتقادی طور پر بڑا خلفشار پیدا کیا مگر باری تعالیٰ کا احسانِ عظیم ہے کہ اکابر دارالعلوم کے زورِ استدلال کے ذریعہ یہ فتنہ کُفر کی صف میں کھڑا کر دیا گیا اور مرزا ئیت یا قادیانیت صرف ملّتِ اسلامیہ کے اندر ہی نہیں بلکہ تاریخ انسانیت میں ایک تہمت اور بہتان بن کر رہ گئی، اس سلسلے میں بھی مناظر تحریر و تقریر اور تصنیف و تالیف کے ہر رُخ پر خدمات انجام دی گئیں اور آج بھی ہزاروں اوراق اس معرکہ کی مُنہ بولتی داستان ہیں۔

ملّتِ اسلامیہ کے اندر ہی ایک دوسرا فتنہ بدعات کے فروغ کا شروع ہُوا، یعنی جو چیز اسلام میں نہ تھی اس کو اسلام بنانے کی کوشش، یا جو چیز اسلام تھی اس کو اسلام سے باہر کرنے کی مذموم سعی کی گئی اسی کا مختصر نام بدعت ہے۔ یہ معرکہ عرصہ دراز سے جاری ہے اور آج بھی برِّ صغیر پاک و ہند میں اس کے نشانات موجود ہیں، اس سلسلے میں یہ حقیقت قابلِ لحاظ ہے کہ دارالعلوم نے ایک طرف تزکیہ و احسان کے بہترین نمونے، رجوع الی اللہ کی کیفیّت سے سرشار ہزاروں افراد ملّت کے سامنے عملی طور پہ پیش کیے اور دوسری طرف اس فتنہ کے اندر پرورش پانے والے تمام عناصر کا سدِّ باب کیا، بلا مبالغہ ان گنت فرزندانِ دارالعلوم دیوبند نے اس فریضہ کو قریہ بہ قریہ انجام دیا اور ہزاروں تصانیف اور لاکھوں صفحات اس خدمت گرامی کا جیتا جاگتا ثبوت ہیں۔

اسی طرح ماضی میں تقلید مغرب کے اثر سے ایک فتنہ اُبھرا جس کا خلاصہ یہ تھا کہ اسلام وہ ہے جو مغرب کے آئین و اُصول پہ پُورا اُترے اس فتنہ کو نیچریت کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے اس فتنہ کا حملہ براہ راست کتاب اللہ پہ تھا، الحمد للہ اکابر دارالعلوم کے ہاتھوں اس فتنہ کی بھی سرکوبی کی گئی اور اس طرح کی آواز اُٹھانے والوں کی زبان ہمیشہ کے لیے بند کر دی گئی۔

اسی طرح ماضی قریب میں اسلاف کرام سے اعتماد کو متزلزل کرنے اور کتاب و سُنّت کے حقائق کو تبدیل کرنے کی مذموم کوشش کرنے والی جماعت وجود میں آئی تو اکابر دارالعلوم نے اس کا تعاقب کیا یہ فتنہ ابھی مُسلمانوں میں موجود ہے اور ضرورت ہے کہ پُوری اُمت اس فتنہ سے آگاہ رہے اور اس کو ختم کرنے کی سعی جاری رکھے۔

ان تمام تحریکات کے علاوہ جب بھی کسی فرد یا جماعت نے "ما انا علیہ واصحابی" کے جادۂ مستقیم سے انحراف کیا اور ملّتِ اسلامیہ کے اندر غلط افکار و نظریات کے سرایت کر جانے کا اندیشہ ہُوا تو دارالعلوم کی جانب سے ہمیشہ ان پر نکیر کی گئی، غلط عقائد کا سدباب کیا گیا اور اسکی جگہ صحیح اور متوارث اسلام پیش کرنے کی خدمت انجام دی گئی۔

دارالعلوم دیوبند کی سیاسی خدمات

ان تمام علمی اور دفاعی کاموں کے ساتھ عملی طور پر جہادِ حریت اور اعلاء کلمۃ اللہ کا کام پوری قوت کے ساتھ جاری رہا، کوئی میدان ایسا نہ تھا جہاں فرزندانِ دارالعلوم کے قائدانہ نقوش قدم ثبت نہ ہوئے ہوں، قوت متسلطہ کی کوئی عدالت ایسی نہ تھی جہاں سے فرزندانِ دارالعلوم کے لیے قید و بند کے فیصلے صادر نہ ہوئے ہوں، کوئی قید خانہ ایسا نہ تھا جس کی فضا ان نفوسِ قدسیہ کے انوار سے جگمگا نہ اُٹھی ہو، استعمار کے خلاف جس تسلسل اور استحکام کے ساتھ فرزندانِ دارالعلوم نے اپنی جانی و مالی قربانیاں پیش کی ہیں یقیناً کوئی دوسری جماعت یا ادارہ اس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے، تفصیل کا یہ موقع نہیں ورنہ جہاد شاملی، تحریک ریشمی رومال، تحریک احیاءِ خلافت، تحریک استخلاص وطن وغیرہ میں کونسا ایسا معرکہ ہے جہاں فرزندانِ دارالعلوم کا کردار قائدانہ نہیں ہے، گویا ہندوستان میں جب تک جہاد بالسیف کا موقع رہا دارالعلوم کے اکابر اور فرزند اپنے آپ کو پروانہ وار پیش کرتے رہے اور جب جہادِ حریت نے جہاد بالسیف کی جگہ آئینی جدوجہد کی صورت اختیار کر لی دارالعلوم کا قدم کسی بھی دوسری جماعت سے آگے تھا۔

ان خدمات میں دارالعلوم کا امتیازی وصف

دارالعلوم دیوبند کی یہ تمام ملّی دفاعی اور سیاسی خدمات اور اس کی یہ علمی اور عملی جدوجہد اس وقت باری تعالیٰ کی نعمت عظیمہ معلوم ہوتی ہے جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ ایک اور وصف دارالعلوم کا سرمایہ امتیاز رہا ہے جس کو ہم احسان اور ابتغاء رضوان اللہ سے تعبیر کر سکتے ہیں یہ خُدا کا خاص فضل ہے کہ اس جماعت کے کسی فرد کے قلم نے اس وقت تک جنبش نہیں کی جب تک احسان و اخلاص کے انوار اس میں پوشیدہ نہیں ہو گئے، کوئی زبان اس وقت تک نہیں کھلی جب تک کہ وہ ذکرِ الٰہی سے بہرہ ور نہ ہو گئی اور کوئی دست و بازو اس وقت تک اسیر قید و بند نہیں ہوا جب تک کہ وہ مُدّتوں رات کی تاریکیوں میں معبود برحق کے سامنے سجدہ ریز نہیں ہو گیا اور سچ پُوچھیے تو یہی وہ خصوصیت ہے جو دارالعلوم کو صحیح معنی میں ممتاز کرتی ہے۔ دارالعلوم کی نسبت پر کیفیتِ احسان و اخلاص سے بہرہ مند ہونے والوں کی صحیح تعداد تو خداوند علیم و خبیر ہی جانتا ہے لیکن سرسری اندازے کے مطابق یہ تعداد کروڑوں سے متجاوز ہے۔

دارالعلوم کا نظامِ کار

دارالعلوم دیوبند کی ان فیض رسانیوں کے مختصر تذکرے کے ساتھ دارالعلوم کے نظامِ کار کی قدرے وضاحت مناسب ہے کہ یہ نظام خیروبرکت کا سبب معلوم ہوتا ہے، تجربہ سے یہ بات ثابت ہوئی کہ جب بھی اس نظام میں خلل پیدا ہوا تو دارالعلوم کی علمی اور عملی سرگرمیوں کی رفتار میں اضمحلال پیدا ہو گیا، اس لیے کہ دارالعلوم بالکل اسلامی طرز پر شورائی نظامِ عمل کے تحت کام کرتا ہے اس کا ایک دستورِ اساسی ہے جس کی تمام دفعات بالغ نظر عُلماء کرام نے قوانین شریعت کی روشنی میں مرتّب کی ہیں، مجلسِ شوریٰ دارالعلوم کی سب سے بڑی مجلس ہے جو دستورِ اساسی کی روشنی میں بُنیادی فیصلے کرتی ہے، دوسری مجلس عاملہ ہے جو چند ارکان شوریٰ پر مشتمل ہوتی ہے اور اندرونِ مدرسہ شب و روز کے تعلیمی اُمور کی انجام دہی مجلس عاملہ کے سپرد ہے۔

دارالعلوم کا اندرونی نظم پچیس دفتروں پر محیط ہے، دفترِ اہتمام کلیدی حیثیّت رکھتا ہے اور بقیہ دفاتر اس کے دست و بازو ہیں جو اپنے حدود میں مجلس شوریٰ اور دفترِ اہتمام کی ہدایات کے مطابق خدمت انجام دیتے ہیں، سب سے اہم شعبہ دفترِ تعلیمات ہے جس کے تحت اس وقت تین ہزار پانچ سو طلبہ اور اور اسی مدرسین مصروف کار ہیں، دارالعلوم کے کارکنان کی مجموعی تعداد ڈھائی سو سے متجاوز ہے اور اس سال کا سالانہ بجٹ پانچ کروڑ چوبیس لاکھ ہے جو اہلِ خیر مسلمانوں کی مدد سے پُورا ہوتا ہے۔

آخری گزارش

برادرانِ گرامی مرتبت اس کانفرنس کا مقصد ہی دارالعلوم کی خدمات کا تذکرہ و تعارف ہے اس موضوع کو جتنی تفصیل سے ذکر کرنا چاہیے افسوس ہے کہ مَیں وقت کی تنگی کے سبب اس کا حق ادا نہ کر سکا۔

اپنی تقصیرات کے اعتراف کے ساتھ اَب مَیں دارالعلوم کی نسبت سے تمام برادرانِ اسلام کی توجہات چند اُمور کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ دارالعلوم الحمد للہ ماضی کی طرح آج بھی ایک فعال قوّت ہے، مجلس شوریٰ کے تحت اس کی تمام علمی، عملی اور دفاعی خدمات تسلسل کے ساتھ بدستور جاری ہیں۔ بلکہ بعض خدمات کو عصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق سلیقہ کے ساتھ مرتّب کر کے آگے بڑھایا گیا ہے جیسے تعلیمی سرگرمیاں الحمد للہ پہلے سے زیادہ مرتب ہیں، تربیت کی طرف بھی خصوصی توجہات مبذول کی جا رہی ہیں، مستقبل

میں دفاعی خدمات یعنی باطل نظریات سے اُمّت کی حفاظت کے لیے فضلائے دارالعلوم کو تیّار کیا جارہا ہے اور محاضرات کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے جو مفید ثابت ہورہا ہے اور دیگر مدارس بھی اس کی روشنی میں کام کو آگے بڑھا رہے ہیں۔ تعمیری کام بھی تسلسل کے ساتھ جاری ہے۔ پُرانی عمارتوں کی مرمّت ضرورت کے مطابق نئی درس گاہوں، دفتری عمارتوں اور طلبہ کے لیے دارالاقامہ کی تعمیرات ہورہی ہیں، طلبہ کی بڑھتی ہوئی تعداد کے مطابق وسعت رکھنے والی مسجد رشید کی تعمیر تکمیل کے قریب ہے وغیرہ۔

الحمد للہ یہ تمام کام ہورہے ہیں مگر اس موقع پر مجھے دارالعلوم کے فرزندوں اور اہلِ انتساب سے خصوصی طور پر چند باتیں عرض کرنی ہیں۔

۱۔ پہلی بات یہ ہے کہ دارالعلوم ایک مسلک اعتدال کا نام ہے، ہمارے اکابر نے کسی بھی مسئلہ میں افراط و تفریط کو راہ نہیں دی، اس لیے فرزندانِ دارالعلوم اور دارالعلوم سے انتساب رکھنے والے جمہور اہلِ اسلام نے خدا اور رسول کی بیان کردہ حدود سے آگے نکل کر کبھی تشدّد یا جارحیّت کا طریقہ اختیار نہیں کیا وہ ہمیشہ اُدع الیٰ سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ وجادلھم بالتی ھی احسن کے زرّیں اُصول پر عمل پیرا رہے، اس لیے ہمیں اپنے پیش رو اسلاف کے طرزِ عمل کا پابند رہنا چاہیے۔

اس طرف خصوصی توجّہ کی اس لیے بھی ضرورت ہے کہ اس وقت ذرائع ابلاغ، اسلام کی امن دوستی اور مسلمانوں کی امن پروری کے باوجود اسلام کی تصویر مسخ کرنے کے لیے بہت زیادہ سرگرم ہیں، بنیاد پرستی اور دہشت گردی جیسی اصطلاحات وضع کرکے اُن کو مذہبی لوگوں کی طرف منسوب کرنے کا منصوبہ بند کام کیا جارہا ہے، اس لیے اپنی خدمات کو برقرار رکھنے کے لیے بہت ہوش مندی کی ضرورت ہے، نیز یہ کہ خدا کی آخری نعمت یعنی اسلام سے انسانیت کو بہرہ مند کرنے کے لیے پُرامن ماحول اور بقائے باہم کے اُصول کو مدنظر رکھنا ضروری ہے۔

۲۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس وقت مسلمانوں کے درمیان ایک جماعت فروعی اور مجتہد فیہ مسائل میں تشدّد اور جارحیّت کا طریقہ اختیار کیے ہوئے ہے، یہ جماعت ڈیڑھ سو سال سے مسلمانوں میں پیدا ہوئی، ماضی میں بھی ان حضرات کا طریقہ نامناسب تھا لیکن چند سالوں سے یہ لوگ بالکل خوارج کے طریقہ کو اپنائے ہوئے ہیں کہ جن اختلافی مسائل میں ایک سے زائد راہ عمل کی گنجائش ہے ان میں صرف ایک رُخ معیّن کرکے دوسرا رُخ اختیار کرنے والوں کے خلاف بدعت، زیغ و ضلال بلکہ کبھی کبھی کفر اور شرک کے الزامات عائد

کر رہے ہیں مسلک دیوبند اُن کا خصوصی نشانہ ہے، جب کہ اُمّت کے قابلِ اعتماد فقہاء اور علماء نے اختلافی اور مجتہد فیہ مسائل میں اس طرزِ عمل کو غلط اور ضلال قرار دیا ہے، علّامہ ابنِ تیمیہؒ نے اس مسئلہ پر مفصّل گفتگو کرتے ہوئے لکھا ہے۔

"فالواجب علي كل مومن موالاة المومنين وعلماء المومنين وان يقصد الحق ويتبعه حيث وجده ويعلم ان من اجتهد منهم فاصاب فله اجران، ومن اجتهد منهم فاخطأ فله اجر لإجتهاده، وخطؤه مغفور له، وعلي المومنين ان يتبعوا امامهم اذا فعل ما يسوغ، فان النبى صلي الله عليه وسلم قال: "انما جعل الإمام ليؤتم به" وسواء رفع يديه او لم يرفع يديه لايقدح ذلك فى صلاتهم ولا يبطلها لا عند ابى حنيفة ولا الشافعي ولا مالك ولا احمد، ولو رفع الإمام دون المأموم او المأموم دون الإمام لم يقدح ذلك فى صلاة واحد منهما ولو رفع الرجل فى بعض الأوقات دون بعض لم يقدح ذلك فى صلاته وليس لأحد ان يتخذ قول بعض العلماء شعارا يوجب اتباعه وينهى عن غيره مما جاء ت به السنة بل كل ما جاء ت به السنة فهو واسع: مثل الأذان والإقامة فقد ثبت فى الصحيحين عن النبى صلى الله عليه وسلم "انه امر بلالا ان يشفع الأذان ويؤتر الإقامة"۔

وثبت عنه فى الصحيحين "انه علم ابا محذورة الإقامة شفعا شفعا كا لأذان، فمن شفع الإقامة فقد احسن ومن افردها فقد احسن ومن اوجب هذا دون هذا فهو مخطئ ضال ومن والى من يفعل هذا دون هذا بمجرد ذلك فهو مخطئ ضال"۔

(فتاوٰی ابن تیمیہ ج۲۳، ص ۲۵۴)

ترجمہ: " ہر بندۂ مومن پہ، عام اہلِ ایمان اور علماء سے محبّت کرنا واجب ہے اور حق جہاں بھی ہو اُس کا قصد اور اتباع واجب ہے اور یہ جاننا بھی واجب ہے کہ مجتہد مصیب کے لیے دو اجر کا وعدہ کیا گیا ہے اور اگر مجتہد سے اجتہاد میں خطا ہو جائے تو اس کو اجتہاد کرنے پر اجر

ملتا ہے اور اس کی خطا کی مغفرت کر دی جاتی ہے اور اگر امام وہ عمل کر رہا ہو جس کی شرعاً گنجائش موجود ہے تو اہلِ ایمان پر امام کا اتّباع ضروری ہے اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے انما جعل الامام لیؤتم بہ۔ ارشاد فرمایا ہے اس لیے امام رفع یدین کرے یا نہ کرے نمازیوں کی نماز میں کوئی نقصان نہیں، ان کی نماز نہ امام ابو حنیفہؒ کے یہاں باطل ہے نہ امام شافعیؒ کے یہاں اور نہ امام احمدؒ کے یہاں اسی طرح اگر امام رفع یدین کرے، مقتدی نہ کرے یا اس کے برعکس ہو تو یہ اُن میں سے کسی کی نماز میں کمی یا کوتاہی کا سبب نہیں ہوگا اور اگر بعض اوقات رفع یدین کیا جائے بعض اوقات نہ کیا جائے تو اس سے کسی کی نماز میں کوئی نقصان نہیں ہوگا اور یہ کسی کے لیے جائز نہ ہوگا کہ وہ بعض علماء کے قول کو ایسا شعار بنالے کہ اسی کے اتّباع کو واجب قرار دے اور سُنّت سے ثابت دوسرے پہلو سے لوگوں کو منع کرے بلکہ وہ تمام صُورتیں جو سُنّت سے ثابت ہیں ان سب کی گنجائش موجود ہے، جیسے اذان و اقامت کے بارے میں بخاری و مُسلم میں حضور صلی اللہ علیہ وسلّم سے ثابت ہے کہ آپ نے حضرت بلالؓ کو کلمات اذان میں ایتار کا حکم دیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلّم ہی سے بخاری و مسلم میں یہ ثابت ہے کہ آپ نے حضرت ابو محذورہؓ کو کلمات اقامت میں اذان کی طرح شفعہ شفعہ کی تعلیم دی، اس لیے جو اقامت میں شفعہ کی صُورت اختیار کرتا ہے تو وہ بھی دُرست ہے اور جو افراد کی صُورت اختیار کرتا ہے تو وہ بھی دُرست ہے اور جو شخص ان صورتوں میں سے ایک کو واجب قرار دے اور دوسری صُورت کی اجازت نہ دے تو وہ خطاکار اور گمُراہ ہے جو اُن میں سے ایک عمل کرنے والے سے محبّت کرے اور دوسرے سے محض اسی بُنیاد پر محبّت نہ کرے تو خطاکار اور گمُراہ ہے۔"

اسی مضمون کو دوسری جگہ اس طرح بیان کرتے ہیں۔

"التفرق والإختلاف المخالف للإجتماع والإئتلاف حتى يصير بعضهم يبغض بعضا ويعاديه، ويحب بعضا ويواليه على غير ذات الله، وحتى يفضى الأمر ببعضهم الي الطعن واللعن والهمز واللمز وبعضهم الي القتال بالإيدى والسلاح وببعضهم الي المهاجرة والمقاطعة حتى لايصلى بعضهم خلف بعض، وهذا كله من اعظم الأمور التى حرمها

اللہ ورسولہ" (فتاویٰ ابن تیمیۃ ج ۲۳، ص ۳۵۷)

ترجمہ: "وہ فرقہ بندی اور وہ اختلاف جو مُسلمانوں کی اجتماعیت اور باہمی اُلفت کے برخلاف ہو یہاں تک کہ اسی بُنیاد پر بعض مُسلمان، بعض دوسرے مُسلمانوں سے بغض وعداوت یا اللہ کی رضا کے خلاف اُن سے محبّت اور دوستی کرنے لگیں اور معاملہ یہاں تک پہنچ جائے کہ بعض بعض کو محض اسی بُنیاد پر طعن، لعنت اور طنز وغیرہ سے یاد کریں اور یہاں تک کہ بعض بعض سے ترک تعلق اور بائیکاٹ کی صُورت اختیار کرلیں اور ایک دوسرے کے پیچھے نماز پڑھنا ترک کردیں تو یہ سب باتیں بڑی بُری باتیں ہیں جن کو اللہ اور اس کے رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حرام قرار دیا ہے۔"

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کے ان اقتباسات سے واضح ہوتا ہے کہ اختلافی اور مجتہد فیہ مسائل میں راہ اعتدال اختیار کرنا ہی عین شریعت ہے اور ان مسائل میں ایک ہی صُورت کو معین کرکے تشدّد اختیار کرنا دوسرے فریق کو مورد الزام قرار دے کر زبان یا قوّت کا استعمال کرنا ضلال اور حرام ہے۔

اس لیے مجھے دارالعلوم سے نسبت رکھنے والے مُسلمانوں سے یہ عرض کرنا ہے کہ وہ خارجیت کے انداز پر کام کرنے والی اس جماعت کی پیدا کردہ غلط فہمیوں سے خود بھی آگاہ رہیں اور دوسرے مُسلمانوں کو بھی ان کی بُرائیوں سے محفوظ رکھنے کی سعی کریں۔

۳۔ تیسری بات یہ ہے کہ اہلِ حق کی صفوں میں اتحاد کی کوشش جاری رہنی چاہیے، اتّحاد کی اہمیّت سے ہم سب واقف ہیں لیکن اس طرف توجّہ مبذول کرانا اس لیے ضروری ہے کہ اُمّت میں پائے جانے والے بہت سے داخلی اور خارجی عوامل ہمارے درمیان انتشار و اختلاف پیدا کررہے ہیں، جبکہ اس دَور میں اتّحاد کے مظاہرہ کی سب سے زیادہ ضرورت ہے، یقین کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ اگر ساری دُنیا کے مُسلمان قرآن کریم کے ارشاد: "انما المومنون اخوۃ" کے مطابق اخوّت اسلامی کی بُنیاد پر اتّحاد کا راستہ اختیار کرلیں تو دُنیا کی بڑی سے بڑی طاقت بھی انہیں نقصان نہیں پہنچا سکے گی۔

دُعا ہے کہ پروردگارِ عالم تمام مُسلمانوں کو اپنی مرضیات پر چلنے کی توفیق دے ان کی صفوں میں اتحاد پیدا فرمائے، تمام انسانوں کو قبولِ حق کی توفیق دے اور حق وصداقت کی خدمت کرنے والے اداروں اور افراد کی کوششوں کو بار آور فرمائے۔ آمین۔ والحمد للہ اولاً وآخراً۔

○

شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہ کی شخصیّت سازی کے

بنیادی عوامل

مولانا محمد سلمان منصور پوری

شیخ الاسلام قطب عالم حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہ کی وفات کو چالیس سال سے زائد کا عرصہ گزر گیا ہے لیکن آج بھی آپ کی یاد کے تابندہ نقوش عوام و خواص کے دلوں پر ثبت ہیں۔ جب آپ کا اسم گرامی کسی مجلس میں لیا جاتا ہے تو نگاہیں عقیدت و احترام میں جھک جاتی ہیں اور دل عظمت و جلال سے معمور ہو جاتے ہیں۔ شیخ الاسلام کا لقب ایک ایسی بلند پایہ شخصیّت کا عنوان بن گیا ہے جو اپنے دَور میں ان علمی، عملی اور روحانی کمالات کا مجموعہ تھی جن کی نظیر ملنی مشکل ہے۔ علمی گیرائی زہد و تقوٰی، اخلاق فاضلہ، رشد و ہدایت اور معرفتِ الٰہیہ اور محبّت ایزدی کا وہ پیکر محسوس جس نے پون صدی سے زیادہ خلقِ خُدا کے درمیان رہ کر نبوی سیرت و کردار کا شاندار عملی نمونہ دُنیا والوں کے سامنے پیش کر کے یہ ثابت کر دکھایا کہ یہ عرفان و محبّت سے سرشار لوگ جب دُنیا میں نُورِ ہدایت کی کرنیں پھیلانے پر آتے ہیں اور مخلوق کی نفع رسانی کا جب بیڑا اُٹھاتے ہیں تو دُنیا کی کوئی رکاوٹ اُن کے لیے رکاوٹ نہیں رہتی اور زمانہ کے ہزار نشیب و فراز اُن کے پائے استقلال میں کوئی ادنٰی سی جنبش پیدا کرنے کی سکت نہیں رکھتے۔

شیخ الاسلامؒ کا جب نام آتا ہے تو تصوّر میں روشن تصویر اُبھرتی ہے جو اخلاص و انابت کا پیکر تھی جہدِ مسلسل کی عملی تعبیر تھی عزم و ہمّت کا کوہ استقلال تھی۔ میدانِ جہاد میں دیکھیے تو قیادت و سیادت اس پر ناز کرتی نظر آتی تھی۔ رُوحانیت کے منبر پر دیکھیے تو اس کی حیثیّت ایسے آفتاب و ماہتاب کی تھی جس کے سامنے ستاروں کی روشنی ماند پڑ جاتی ہے تعلیم و تدریس کے میدان میں نظر ڈالیے تو یُوں سمجھیے

کہ وہ ایک بحرِ بیکراں تھی جس کی وسیع الظرفی نے چار دانگِ عالم کے ہزار ہا ہزار تشنگانِ علومِ نبوّت کو اپنے دامن پر فیض سے سیرابی بلکہ بھرپور سیرابی کا موقع فراہم کیا اور یہ سلسلہ اُن کے تلامذہ کے ذریعہ اب بھی جاری ہے اور تا قیامت جاری رہے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

شیخ الاسلامؒ کا جب ذکر چھڑتا ہے تو بے اختیار نظریں گنبدِ خضراء (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کے پُرنُور سایہ کی طرف اُٹھ جاتی ہیں۔ جہاں اس محبوب و مقبول اور چہیتے نواسۂ رسول نے سالوں تک اپنے نانا جان (حضور مقبول علیہ الصلوٰۃ والسّلام) کے علوم کی اشاعت اس شان سے کی کہ چار دانگِ عالم میں اس "شیخ ہندی" کے نام کا غلغلہ بلند ہُوا اور خلقِ خدا کے نقارہ سے "شیخ العرب والعجم" کا لقب عطا ہُوا، بقول شورؔش کاشمیری

ہیچ تھا اس کے لیے اندیشۂ دار و رسن ‏ ‏ پائے استحقار سے دُنیا کو ٹھکراتا رہا
خواجۂ کونین کے روضہ کی جالی تھام کر ‏ ‏ نور کے تڑکے دُعا کو ہاتھ پھیلاتا رہا
ان کمالات و محاسن میں جواب اسکا نہیں ‏ ‏ اس قبیلے میں کوئی بھی ہمرکاب اسکا نہیں

شیخ الاسلامؒ ایک معمولی غیر معروف طالب عالم "حسین احمد" سے بڑھ کر شیخ الاسلام اور شیخ العرب والعجم کیسے بنے؟ آپ کی شخصیت سازی کے بنیادی عوامل کیا تھے؟ جب اس موضوع پر غور کیا جاتا ہے تو یہ حقیقت نکھر کر سامنے آتی ہے کہ آپ کی حیات مقدسہ ان اسباب و عوامل سے پُوری طرح آراستہ تھی جو کسی بھی شخصیّت کو بفضل خداوندی عزّت و مرتبہ اور مقام و منصب عطا کرنے میں سب سے زیادہ دخیل ہوتے ہیں آپ کی شخصیّت کو نکھارنے میں بتدریج درج ذیل عوامل نے بُنیادی کردار ادا کیا۔ (۱) تعلیم (۲) تزکیہ (۳) علمی انہماک (۴) اُستاذ کی خدمت (۵) ملّت کی فکر (۶) جذبۂ خدمت (۷) اخلاق فاضلہ۔

تعلیم: آپ ۱۳۰۹ھ میں نوعمری کے زمانہ میں دارالعلوم دیوبند میں داخل ہُوئے اور درسِ نظامی کی مکمّل تعلیم یہیں حاصل کی۔ یہاں ساڑھے سات سال آپ کا قیام رہا جس کے دوران میں ۱۷ فنون کی ۷۰ کتابیں ۱۱/ اساتذہ سے پڑھیں اور ہر سال امتیازی نمبرات سے کامیاب ہُوئے۔ یہ پُورا عرصہ تعلیمی محنت میں صرف ہُوا، سوائے تعلیم و مطالعہ کے آپ کی اور کوئی مصروفیت نہیں تھی۔ امتحانات کے زمانہ میں پُوری پوری رات جاگ کر کتابیں یاد کرنا آپ کا معمول رہا۔ الغرض طالب علمی

کے زمانہ میں آپ نے وہ شاندار نمونہ پیش کیا کہ تمام اساتذہ کرام کے منظورِ نظر بن گئے بالخصوص استاذالاساتذہ شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ کی انتہائی شفقتیں آپ سے وابستہ ہوگئیں۔ اس بنار پر فراغت کے بعد جب آپ اپنے والدِ محترم حضرت سیّد حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ مدینہ منورہ ہجرت کی غرض سے دیو بند روانہ ہونے لگے تو شیخ الہندؒ خود بنفسِ نفیس آپ کو چھوڑنے کے لیے اسٹیشن تک تشریف لائے چلتے ہوئے فرمایا " میاں حسین احمد جہاں بھی رہو پڑھانا مت چھوڑنا، خواہ ایک دو ہی طالب علم ہوں"۔ آپ نے اپنے مشفق اُستاد کی اس نصیحت کا پاس ولحاظ رکھا اور آخری لمحات تک تدریسی مشغلہ جاری رہا۔

تزکیہ : علم عمل کے بغیر کارآمد نہیں اسی لیے تعلیم کے بعد تزکیہ کی ضرورت ہوتی ہے، تاکہ معلومات معمولات میں تبدیل ہوجائیں اور معرفتِ حق اور قُربِ خداوندی کا راستہ آسان ہو جائے۔ حضرت شیخ الاسلامؒ نے دارالعلوم دیوبند سے فراغت کے فوراً بعد تزکیۂ نفس کے لیے امام ربّانی قطبِ عالم حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے دستِ حق پرست پر بیعت کا شرف حاصل کیا اور حضرت ہی کی اجازت سے مکّہ معظّمہ پہنچ کر سیّد الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ سے اکتسابِ فیض کیا اور اشغالِ باطنی کی تعلیم لی۔ اس کے بعد مدینہ منورہ جاکر سلسلۂ سلوک اوراذکار واشغال معمولات پر بھرپُور توجہ دی، ذکر کے دوران ایسی کیفیات پیدا ہونے لگیں جو ناقابلِ بیان تھیں اسی لیے سودائے عشق ومحبّت لے مدینہ کی دُور افتادہ جھاڑیوں میں پہنچا دیا جہاں جی بھر کر ذکر کی لذّتوں سے آشنائی ہونے لگی، ساتھ میں رویائے صالحہ کے ذریعہ مبشرات کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ اوران ساری کیفیات سے اپنے شیخ امام ربّانی حضرت گنگوہیؒ کو بھی مطلع کیا جاتا رہا۔ ابھی مدینہ منورہ کے قیام کو دو ہی سال کا عرصہ گزرا تھا کہ حضرت امام ربّانیؒ کا والا نامہ پہنچا کہ فوراً گنگوہ پہنچیں اور وہاں کچھ دن قیام کر کے تزکیہ کی تکمیل کریں، چنانچہ حضرت ۱۳۱۹ھ کے اوائل میں گنگوہ حاضر ہوئے اور کچھ عرصہ شیخ کامل کی صُحبت میں رہ کر خرقۂ خلافت سے نوازے گئے۔ فالحمد للہ اولا آخرًا۔

علمی انہماک : تعلیم وتزکیہ سے آراستہ ہونے کے بعد آپ مکمّل یکسوئی کے ساتھ مدینہ منورہ (علیٰ صاحبھا الصلوٰۃ والسّلام) میں تعلیم و تدریس میں مشغول ہوگئے۔ اور معاشی تنگیوں کے باوجود انتہائی ذوق وشوق اور محنت کے ساتھ لوجہ اللہ اپنے آپ کو علوم دینیہ

کی اشاعت کے لیے وقف کر دیا۔ ایک ایک دن میں چودہ پندرہ اسباق مختلف علوم و فنون کے اس شان سے ہوتے کہ آپ کے سامنے درسی کتاب بھی نہ ہوتی۔ بس طالب علم عبارت پڑھتا اور آپ اپنی یادداشت سے مسئلہ کے مالہ وما علیہ پر سیر حاصل بحث فرماتے جلد ہی آپ کے درس کا شہرہ دُور دُور تک پہنچ گیا اور طلبہ کا وہ رجوع ہوا جس کی نظیر قریبی زمانہ میں نہیں ملتی۔ مدینہ منورہ میں آپ کے تدریسی سلسلہ کا زمانہ کم و بیش ۱۴ سال پر محیط ہے۔ اس دَور میں آپ مکمّل یکسو رہے اور سوائے تعلیم کے اور کوئی مشغلہ آپ نے اختیار نہیں فرمایا۔ جس کی بناء پر استعداد انتہائی پُختہ ہوگئی اور علوم میں وہ رسوخ حاصل ہوگیا جو خال خال افراد ہی کو نصیب ہوتا ہے۔

اُستاذ کی خدمت : ۱۳۳۳ھ حضرت شیخ الاسلامؒ کی زندگی میں انقلابی موڑ بن کر آیا۔ اب تقدیر خداوندی آپ کو کندن بنا کر پُورے عالم میں چمکانا چاہتی تھی۔ اس سال آپ کے اُستاذ گرامی شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ اپنی شہرۂ آفاق تحریک آزادی "ریشمی رومال تحریک" کا منصوبہ لے کر حجاز مقدس میں تشریف لائے۔ اور حکومت ترکیہ کے اعلیٰ افسران سے ملاقاتیں فرمائیں۔ لیکن ابھی کوئی حتمی صُورت سامنے نہ آسکی تھی کہ شریفِ مکّہ نے بغاوت کر دی۔ اور اُس نے انگریزوں کو خوش کرنے کے لیے شیخ الہندؒ کو گرفتار کروا دیا۔ اس نازک موڑ پر اس عظیم اُستاذ کے عظیم شاگرد نے جس بے مثال سعادت مندی کا مظاہرہ کیا وہ آبِ زر سے لکھے جانے کے قابل ہے۔ حضرت شیخ الہندؒ اپنے رفقاء (مولانا عزیر گل صاحب، حکیم نصرت حسین صاحب، مولانا وحید احمد صاحب) کے ساتھ گرفتار کیے گئے تھے۔ اُن میں حضرت مدنی کا نام شامل نہیں تھا لیکن آپ نے یہ سوچ کر کہ ایّام اسارت میں اُستاذ معظّم کی خدمت کون کرے گا۔ آپ نے مسجدِ نبوی کے اپنے حلقۂ درس کو چھوڑا، پُورے خاندان کو خیر باد کہا اور اپنے بے شمار متعلقین کو چھوڑ کر خود کوشش کر کے اپنے کو بھی اُستاذ معظّم کے ساتھ گرفتار کروا دیا۔ یہ واقعہ دیکھنے میں تو معمولی ہے لیکن غور کیا جائے تو یہی وہ عظیم جذبۂ ایثار و خدمت ہے جس نے شیخ الاسلام کو واقعی اوجِ ثریا جیسا کمال عطا کیا ہے۔ ایسے نازک امتحان میں پُورا اُترنا ہر ایک کے بس کی بات نہیں ہے۔ آپ نے مالٹا کے قید خانہ میں اپنے اُستاذ کی خدمت کر کے اپنے لیے وہ ازلی سعادتیں سمیٹی ہیں جن کا تصوّر بھی نہیں کیا جاسکتا۔ روایت مشہور ہے کہ مالٹا میں سردی شباب پر ہوتی تھی۔ حضرت شیخ الہندؒ معمر اور

ضعیف تھے، وضو کے لیے گرم پانی کا انتظام نہ تھا تو یہ سعادت مند شاگرد پُوری پُوری رات ٹھنڈے پانی کا لوٹا اپنے پیٹ سے لگا کر بیٹھا رہتا اور جب بدن کی گرمی سے پانی کی ٹھنڈک ختم ہو جاتی تو صُبح کے وقت یہی پانی اُستاذ معظّم کی خدمت میں پیش کرتا۔ سخت سردی میں ایسی خدمت کے تصوّر ہی سے جھرجھری چڑھ جاتی ہے۔ مگر جب سچّا عشق اور محبّت ہوتی ہے تو عاشق کے لیے یہ سب چیزیں آسان ہو جاتی ہیں۔ جیل کی تنہائی میں آپ نے اُستاذ معظّم کے ترجمۂ قرآن پاک کی تکمیل میں حصّہ لینے کا شرف حاصل کیا، اور خود بھی قرآن کریم حفظ کرنے کی سعادت حاصل فرمائی اور پھر یکسوئی میں اُستاذ کی معیت آپ کو اتنی اچھی لگنے لگی کہ باوجودیکہ دورِ اسارت میں آپ کے خاندان کے چھ قریبی افراد بشمول والدین محترمین ایڈریانوپل میں وفات پا گئے تھے مگر آپ ایک مکتوب میں لکھتے ہیں کہ جیل کی یکسوئی دیکھ کر جی چاہتا ہے کہ یہاں سے نکلنے کی دُعا ہی نہ کی جائے۔ الغرض مالٹا کی اسارت شیخ الاسلامؒ کی حیات طیبہ میں ایک عظیم سنگِ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس تین سالہ شیخ کامل اور اُستاذ کامل کی معیت سے آپ نے رُوحانیت کے وہ جواہر آب دار سمیٹے ہیں جن کی قیمت لگانے سے دُنیا قاصر ہے۔

مالٹا سے رہائی کے بعد آپ مدینہ منورہ لوٹنا چاہتے تھے مگر اُستاذ محترم کے حکم کی تعمیل

ملّت کی فکر : میں آپ نے ملّتِ اسلامیہ ہند کی قیادت و سیادت کی وادی خار دار میں قدم رکھا اور قوم و ملّت کی خیر خواہی اور خدمتِ خلق کو اپنی زندگی کا مقصود بنا لیا، پھر آپ ایسے مشغول ہُوئے کہ دن ہو یا رات آندھی ہو یا طوفان، بارشیں ہوں یا لو کے تھپیڑے، موافقت کے نعرے ہوں یا مخالفت کے طعنے ان میں سے کوئی بھی چیز آپ کے عزم و استقلال میں رکاوٹ نہ بن سکی۔ مالٹا سے رہائی کے بعد کم و بیش ۴۰ سال تک ملّی قیادت کے اُفق پر آفتاب و ماہتاب بن کر چمکتے رہے۔ اس دَور میں بار بار ظالم انگریز کے سامنے کلمۂ حق کہنے کی پاداش میں قیدِ زنداں کو برداشت کرنا پڑا ۱۳۶۰ھ میں آپ مُسلمانانِ ہند کی سب سے مؤقر جماعت جمعیۃ علماء ہند کے صدر نشین منتخب ہُوئے۔ جب کہ ۱۳۴۶ھ سے وفات تک آپ ازہر ہند دار العلوم دیو بند کی مسندِ صدارت پر فائز ہو کر علومِ نبوّت کی اشاعت و ترویج میں مشغول رہے اور ہزاروں شاگردوں کی جماعت تیّار کی جنھوں نے ملک و بیرون ملک جا کر دین کی نشر و اشاعت کا فریضہ انجام دیا اور یہ سلسلہ برابر جاری ہے۔ اس دورِ قیادت میں ایسے پُر خطر موڑ بھی آئے جب لوگ جذبات کے جنون میں اتنے آگے بڑھے کہ اپنے اس مخلص و مسیحا

اور ملّت کے سچّے خیر خواہ کی جان کے درپے ہو گئے۔

مگر ایسے ہولناک ماحول میں اس نواسۂ رسول نے گستاخوں سے عملی انتقام نہ لے کر طائف کی سُنّت کا زندہ نمونہ دُنیا کے سامنے پیش کیا اس مردِ مجاہد کے ساتھ سید پور، بھاگلپور، جالندھر وغیرہ میں وہ طوفانِ بدتمیزی برپا کیا گیا کہ دُنیائے انسانیت شرمسار ہو کر رہ گئی مگر یہ صبر و استقامت کا پیکر گستاخیوں کا جواب مسکراہٹوں سے دیتا رہا اور جس بات کو وہ حق سمجھتا تھا اس پر پُوری مضبوطی سے قائم رہا تقسیمِ ہند کی تحریک میں شیخ الاسلامؒ اور اُن کے رفقاء نے جس عاقبت اندیشی، بے جگری اور خیر خواہی کا ثبوت دیا ہے اس کے بیان کرنے کے لیے الفاظ عنقا ہیں۔ آج انہی کے خلوص اور اصابت رائے کا ثمر ہے کہ ہندوستان میں مُسلمان آباد ہیں اور اُنھیں دستوری حقوق حاصل ہیں اور اُن کے شعائر قانونی اعتبار سے محفوظ ہیں۔

جذبۂ خدمت : آپ نے اپنے آپ کو انسانیت کی خدمت اور راحت رسانی کے لیے وقف کر دیا تھا آپ کی تمام تر جدوجہد اور کاوشیں اسی خدمت کے جذبہ سے انجام پاتی تھی۔ انفرادی معاملات ہوں یا اجتماعی صُورتیں ہر جگہ آپ کا یہ خادمانہ پہلو نمایاں نظر آتا تھا۔ اس زمانہ میں جب کہ سفر کے اسباب و وسائل آج کے دَور کی طرح آسانی سے فراہم نہیں تھے۔ حضرت شیخ الاسلامؒ نے انتہائی پُر مشقت متواتر طویل و عریض اسفار فرما کر اللہ کے بندوں کی صحیح رہنمائی کا فریضہ انجام دیا۔ ان اسفار میں اگر کوئی خادم آپ کے ساتھ ہوتا تو آپ اس کے ساتھ بھی ایسا معاملہ فرماتے کہ وہ خود شرمسار ہو کر رہ جاتا۔ مولانا عبدالماجد دریا بادیؒ جو نیاز مند بن کر آپ کی بارگاہ میں پہنچے تھے۔ اُنھوں نے کیا منظر دیکھا، اُنہی کی دل کش زبان میں ملاحظہ کیجیے۔

"دوسروں کو شاید کام لینے میں وہ لُطف نہ آتا ہو جو ان مولانا کو دوسروں کا کام کر دینے میں آتا ہے گھر پر آکر ملیے تو آپ کے لیے کھانا اپنے ہاتھ سے جا کر لائیں، آپ کے لیے بستر بچھا دیں سفر میں ساتھ ہو جائیے تو دوڑ کر آپ کے لیے ٹکٹ لے آئیں۔ قبل اس کے کہ آپ ٹکٹ گھر کے قریب بھی پہنچ سکیں، تانگہ کا کرایہ آپ کی طرف سے ادا کر دیں اور آپ کا ہاتھ اپنی جیب میں پیسہ ٹٹولتا ہی رہ جائے۔ ریل پر آپ کا بستر کھول کر بچھائیں۔ آپ ہی لوٹے میں پانی لے آئیں آپ کا سامان اپنے ہاتھ میں اُٹھانے لگیں۔ تین دن کے قیام دیوبند میں روایتیں مشاہدہ بن کر

رہیں، اور شنیدہ دیدہ میں تبدیل ہوکر۔ الخ" (حکیم الامت ص۱۳۰)

اور ایک جگہ لکھتے ہیں :

"دیوبند جائیے تو مولانا اسٹیشن پر پیشوائی کے لیے موجود۔ چلنے لگے تو اسٹیشن تک مشایعت پر آمادہ، کھانا کھانے بیٹھیے تو وہ لوٹا لیے ہاتھ دھلانے کو کھڑے ہوئے۔ پانی مانگیے تو گلاس لیے خود حاضر تانگہ کا کرایہ وہ اپنے پاس سے دیدیں، ریل کا ٹکٹ وہ دوڑ کر لے آئیں۔ ہوٹل میں کھانا کھائیے تو بل خود ادا کریں، سفر میں ساتھ ہو تو بستر وہ کھول کر بچھا دیں غرض مالی اور بدنی خدمت کی جتنی صورتیں ہو سکتی تھیں سب میں مرید تو مراد کے درجہ پر پہنچ گیا اور جو صاحب مراد و ارشاد تھا وہ حکم برداری اور چاکری میں لگا ہوا۔" (حکیم الامت ص۱۱۶)

دینی خدمت آپ کو سب سے زیادہ محبوب تھی۔ مکتوبات میں جگہ جگہ اس بات کا ذکر ہے کہ اصلاحِ خلق، اور تبلیغِ اسلام کی انجام دہی سب سے بڑی سعادت ہے آپ نے سلہٹ کے دَورِ قیام میں یہ دینی خدمت جن ناموافق حالات میں انجام دی ہے اس کے بیان کا یہ موقع نہیں ہے لیکن جس شخص نے سلہٹ اور اس کے اطراف اسی طرح ہندوستان کے صوبۂ آسام کا دورہ کیا ہوگا وہ اس حقیقت کو تسلیم کیے بغیر نہ رہے گا کہ ان علاقوں میں حضرت شیخ الاسلامؒ کی دینی اور اصلاحی خدمات ہی کا اثر ہے کہ آج وہاں مُسلمان اسلام پر قائم ہیں، ذرا غور فرمائیں! وہاں کی زبان، ماحول، معاشرہ، رہن سہن، عادتیں سب الگ ہیں، مغربی ہندوستان کے کسی باشندے کے لیے وہاں کام کرنا کتنا دُشوار گزار ہوگا لیکن اللہ کے اس مخلص بندے نے وہاں اپنی خدمات کے ایسے انمٹ نقوش چھوڑے ہیں جو مٹائے نہیں مٹ سکتے، مالٹا سے واپسی اور حضرت شیخ الہندؒ کی وفات کے بعد سلہٹ کے خلافت ہاؤس میں آپ نے چھ سال تک درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا، اس چھ سالہ قیام کے دوران آپ نے علاقہ کے چپہ چپہ اور گاؤں گاؤں کے اصلاحی دَورے فرمائے۔ اس وقت نہ راستوں کی سہولت تھی نہ سواریوں کا انتظام تھا۔ بسا اوقات گہری ندی کو پیدل یا کھجور کے تنے کے ذریعہ بنی ہوئی گزرگاہ (جو ایک غیر علاقہ والے کے لیے پُل صراط کا نمونہ ہوتی) کو عبور کر کے آپ دیہاتوں میں پہنچتے اور اللہ کے بندوں کو دین سکھاتے اور آخرت کا خوف دلاتے۔ آپ کی اس جدوجہد سے اس جہالت زدہ اور پسماندہ علاقوں سے تعلیم و تعلم اور رُشد و ہدایت کے چشمے اُبل پڑے، جگہ جگہ مکاتب و مدارس کا قیام ہوا لوگوں میں دینی شعور بیدار ہوا اور آپ کی ذات کو وہ مقبولیت حاصل ہوئی کہ یہاں چھ سالہ قیام کے بعد جب

دارالعلوم دیوبند میں صدارتِ تدریس کے لیے آپ کو یاد کیا گیا تو سلہٹ والے کسی صورت اس نعمتِ عظمیٰ کو اپنے علاقہ سے منتقل کرنے پر تیار نہ تھے، بالآخر اس شرط پر آمادہ ہوئے کہ حضرت والا رمضان المبارک مستقل سلہٹ ہی میں گزارا کریں چنانچہ حضرت شیخ رح نے متواتر ۲۲ سال سلہٹ میں اپنے اہلِ خانہ سمیت رمضان المبارک میں قیام فرمایا اور نئی سڑک کی مسجد میں تراویح اور وعظ وارشاد کا پرفیض سلسلہ قائم رکھا جو بجائے خود آپ کے ایفائے وعدہ اور استقلال کی بین دلیل ہے۔ آپ کے قیام سلہٹ سے صوبہ مشرقی بنگال (بنگلہ دیش) مغربی بنگال آسام اور دیگر مشرقی علاقوں میں آپ کا زبردست فیض پہنچا جس کے اثرات آج بھی وہاں کے چپّہ چپّہ پر محسوس کیے جا سکتے ہیں۔ آج بھی ان علاقوں میں حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کے لیے جو عشق ومحبت اور وارفتگی کے جذبات نظر آتے ہیں وہ خود آپ کی مقبولیّت اور مخلصانہ خدمات کی روشن دلیل ہیں۔ الحمد للہ آج وہاں بڑے بڑے مدارس قائم ہیں، اور حضرت شیخ الاسلامؒ کے خلفاء کی خانقاہیں آباد ہیں جن سے لاکھوں لاکھ افراد فیض اُٹھا رہے ہیں۔ ذالک فضل اللّٰہ یؤتیہ من یشاء۔

اخلاقِ فاضلہ: حضرت شیخ الاسلامؒ کے اخلاق فاضلہ زبان زد خواص وعام ہیں، ان اخلاق کی شہادت آپ کے بڑے سے بڑے مخالف نے بھی دی ہے۔ یہاں لوگ حیران ہیں کہ آخر حضرت کی کس کس خُلق کو خاص اور امتیازی خُلق کہا جائے؟ کسی کی نظر تواضع پر جاتی ہے تو کوئی استقامت کو امتیاز کا درجہ دیتا ہے، کوئی صلہ رحمی پر نظر ڈالتا ہے تو دوسرا صفت زہد واستغناء کو امتیازی بتاتا ہے لیکن حقیقت کی نگاہ بتاتی ہے کہ آپ نے اپنے مکمّل وجود کو اخلاقِ نبوی کے سانچہ میں ڈھال لیا تھا، آپ کی ہر صفت امتیازی تھی اور آپ کا سب سے بڑا امتیاز آپ کا جامع الاخلاق ہونا تھا۔ آپ کی تحریر وتقریر، گفتگو اور چال ڈھال ہر عمل سے آپکے حسنِ اخلاق کا اظہار ہوتا تھا، انسانیت کی اعلیٰ صفات آپ کی فطرت ثانیہ بن گئی تھیں۔ آپ مولانا عبد الماجد دریابادیؒ کی ایک شہادت سنیں! مولانا فرماتے ہیں۔

"شیخ العرب والعجم مولانا حسین احمد مدنیؒ کے فضل وکمال، مرتبہ ومقام پر گفتگو تو وہ کرے جو خود بھی کچھ ہو، مجھے ذاتی تجربہ اور عینی مشاہدہ تو مولانا کے ایک ہی کمال اور ایک ہی کرامت کا ہے اور وہ آپ کی بے نفسی، سادگی، تواضع، انکساری اور خدمتِ خلق کا عشق ہے۔ کہتا ہوں اور گویا خانہ شہادت میں کھڑا ہوا بیان دے رہا ہوں کہ وہ بہترین دوست ہیں بہترین

رفیق سفر ہیں۔ مہمان ہو تو آپ کی میزبانی میں اپنے معمولات کو ترک کر دیں گے، روپیہ پیسہ کی ضرورت پیش آئے تو خود قرض دار ہو جائیں گے لیکن آپ کی حاجت ضرور کہیں سے پوری کر دیں گے، خدانخواستہ بیمار پڑ جایئے تو تیمار داری میں دن رات ایک کر دیں گے، نوکری کی ضرورت پیش آئے، کوئی مقدمہ کھڑا ہو، کسی امتحان میں بیٹھ جایئے تو سفارش ناموں میں علمی دوڑ دھوپ میں نہ اپنے مرتبہ کا لحاظ کریں گے نہ اپنی صحت کا اور نہ خرچے کا جس طرح بھی ہو گا آپ کا کام نکالنے پر تل جائیں گے، اپنے بزرگوں کے ساتھ جو معاملہ بھی رکھتے ہوں اپنے خوردوں، شاگردوں اور مریدوں کے ساتھ یہ روش رکھتے ہیں کہ خادم کو مخدوم بنا کر ہی چھوڑتے ہیں، حالی کے شعر کے معنٰی اَب جا کر روشن ہوتے۔

ہم نے ہر ادنٰی کو اعلٰی کر دیا خاکساری اپنی کام آئی بہت

بہت سُنا ہے کہ یہ شان محمود الحسن شیخ الہندؒ دیوبندی کی تھی اگر یہ صحیح ہے تو جانشینی کا حق اُن سے زیادہ کسی کو نہیں پہنچتا۔ (بلیس بڑے مُسلمان ص۴۸۱)

حکیم الاُمّت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہ جیسے مجدد اور مردم شناس شخصیت نے حضرت شیخ الاسلامؒ کے بارے میں ارشاد فرمایا:

۱۔ ہمارے اکابر دیوبند کی بفضلہ تعالیٰ کچھ خصوصیات ہوتی ہیں چنانچہ شیخ مدنیؒ کے دو خداداد خصوصی کمال ہیں جو اُن میں بدرجہ اتم موجود ہیں ایک تو مجاہدہ جو کسی دوسرے میں اتنا نہیں ہے، دوسرے تواضع چنانچہ سب کچھ ہونے کے باوجود اپنے آپ کو کچھ نہیں سمجھتے۔

۲۔ مجھ کو اپنی موت پر بھی فکر تھا کہ بعد میں باطنی دُنیا کی خدمت کرنے والا کون ہو گا مگر مولانا حسین احمد مدنیؒ کو دیکھ کر تسلّی ہوئی کہ یہ دُنیا اُن سے زندہ رہے گی۔

۳۔ حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ بہت شریف طبیعت کے ہیں، باوجود سیاسی اختلاف رکھنے کے بھی کوئی کلمہ خلاف حدود اُن سے نہیں سُنا گیا۔ (بلیس بڑے مُسلمان ص۵۱۰)

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا عبد القادر صاحب رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ نے ان الفاظ میں آپ کے کمالات کا اعتراف فرمایا:

"بھائی! حضرت شیخ مدنیؒ کا ذکر کیا پوچھتے ہو پہلے تو ہم یوں ہی سمجھتے رہے مگر وقت کی نزاکتوں اور ہنگامہ آرائیوں

میں جب ہم نے اس مردِ مجاہد کو آنکھ اُٹھا کر دیکھا تو جہاں شیخ مدنیؒ کے قدم تھے وہاں اپنا سر پڑا دیکھا۔"

(بیس۲۰ بڑے مسلمان ص۵۱۲)

ان جیسے اساطینِ اُمّت کی گواہی آپ کے کمالات و اخلاق پر بین دلیل ہے اگر کوئی تفصیل کا طالب ہو تو اُسے الجمعیۃ شیخ الاسلامؒ نمبر اور آپ کی سوانح پر لکھی گئی کتابوں کا مطالعہ کرنا چاہیے۔

ثمرات و نتائج : مذکورہ بالا صفات اور کردار آراستہ ہونے پر رب العزّت کی سُنّت جاریہ کے مطابق آپ کو ان نعمتوں سے سرفراز کیا گیا جو اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں کو عطا کی جاتی ہیں۔ ان نعمتوں کا خلاصہ تین جملوں میں کیا جا سکتا ہے۔

(۱) بے مثال محبوبیت : آپ کی زندگی میں دُنیا نے جس مقبولیت و محبوبیت کا مشاہدہ کیا وہ تو ناقابلِ بیان ہے ہی لیکن آپ کے بعد بھی یہ محبوبیت مستقل برقرار ہے۔ آپ کے جن شاگردوں اور متوسلین نے آپ سے اکتسابِ فیض کسی بھی درجہ میں کیا ہے۔ اُن کی نگاہوں میں پھر اور کوئی سمایا ہی نہیں، آج بھی جب ان کے سامنے آپ کا تذکرہ چھیڑا جاتا ہے تو عشق و محبّت کا پیمانہ لبریز ہو کر آنسوؤں کی لڑیوں کی شکل میں سامنے آجاتا ہے۔

(۲) فیضِ عام : آپ کا علمی اور روحانی فیض جس قدر عام اور تام ہُوا وہ بھی اظہر من الشمس ہے۔ ہزاروں شاگردوں اور لاکھوں مریدوں کے ذریعہ چار دانگِ عالم میں آپ کا فیض پھیلا، تشنگان علوم کو سیرابی ملی اور گُم گشتہ راہوں کو معرفتِ خداوندی نصیب ہُوئی اور آپ اپنے دَور میں مرجع خاص و عام بن گئے اسی وجہ سے جب آپ کا ۱۳۷۷ھ میں وصال ہُوا تو اُمّت نے ایسا غم منایا جس کی مثال تاریخ میں خال خال ہی ملتی ہے۔ آپ کی وفات پر جتنے مضامین لکھے گئے اور جذبات میں ڈوبی ہُوئی جتنی نظمیں لکھی گئیں اور ملک و بیرونِ ملک جتنی تعزیتی مجالس منعقد کی گئیں اُن کی نظیر قریبی زمانہ میں نہیں ملتی۔

(۳) ابدی زندگی : اور سب سے بڑی نعمت آپ کو یہ نصیب ہُوئی کہ آپ اپنے کارناموں اور شاندار تجدیدی اعمالِ صالحہ کی بدولت زندۂ جاوید بن گئے آج آپ اس دُنیا میں نہیں ہیں، لیکن شاگردوں، خلفاء دینی اداروں علمی حلقوں اور ملّی تنظیموں کی شکل میں آپ کے بے حد و حساب صدقہ جاریہ کا انتظام موجود ہے اور انشاء اللہ تا قیامت یہ سلسلہ جاری رہے گا۔

حضرت شیخ الاسلامؒ نے اپنی کسرِ نفسی کی بناء پر تصنیف و تالیف کا مشغلہ بالقصد اختیار نہیں فرمایا۔

(بر صفحہ ۴۸)

ضبط و تحریر: ڈاکٹر محمد امجد (قسط دوسری، آخری)

خطاب لاجواب

این جی اوز کی سرگرمیاں اور علماء کی ذمہ داریاں

حضرت اقدس مولانا السیّد اسعد مدنی دامت برکاتہم
صدر جمعیۃ علماء ہند

جامعہ مدنیہ جدید اور جامعہ مدنیہ قدیم میں حضرت اقدس نے اپنی تشریف آوری پر حاضرین کی بڑی تعداد سے بیان فرمایا سوئے اتفاق سے جامعہ مدنیہ جدید میں بیان ریکارڈ نہ ہو سکا۔ اس لیے جامعہ مدنیہ قدیم میں ہونے والے حضرت کے ایک ہی بیان پر اکتفا کیا جا رہا ہے۔ (ادارہ)

مکّہ کی ایک دولت مند خاتون نے حضور کو پیغام بھیجا کہ میرا مال لے جائیے تجارت کیجیے جو نفع ہو آدھا آپ کا آدھا میرا حضور نے اُن کی یہ پیش کش قبول کر لی جب حضور نے سفر کی تیاری شروع کی تو اُنھوں نے اپنا غلام میسرہ بھیجا حضور یہ میرا غلام ہے آپ کے پاس بھیج رہی ہوں آپ ان کو ساتھ رکھیں۔ آپ کا سامان رکھنا کھولنا کھانا پکانا برتن دھونا اور دوسری تمام ضرورتوں میں — آپ کا مددگار ہوگا۔ سفر میں سہولت ہوگی۔ حضور نے فرمایا اچھی بات آجاؤ وہ ساتھ ہو گیا۔ اُس وقت غلاموں کا جو حشر تھا گالی سے کم تو کوئی بات نہیں کرتا تھا اور مار پیٹ بُرا بھلا کہنا اور ذراسی ناگواری ہو جائے قتل کر دینا معمولی بات تھی ایسے حالات میں کیا توقع تھی کہ حضور کے ساتھ کیا ہو گا۔ یہی سمجھتا تھا کہ یہی مقدر میں ہے یہی ہو گا لیکن جب حضور کے ساتھ وہ سفر میں شریک ہُوا تو اُس نے دیکھا حضور اُس کو کبھی نام لے کر نہیں بُلاتے، کبھی غلطی پر مارتے نہیں ڈانٹتے نہیں اور جب کوئی کام اُس سے کرواتے ہیں خود بھی اُس میں شریک ہوتے ہیں لکڑیاں چنتے ہیں آگ جلاتے ہیں سامان اُتارتے ہیں۔ سواری میں اگر بیٹھتے ہیں تو اُس کو بھی بٹھلاتے ہیں اس طریقہ سے بالکل برابر کا معاملہ غلام کے ساتھ۔ اُس نے دیکھا نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کھانے کا وقت ہوتا کھانا تیار ہوتا تو غلام کو بچا کھچا الگ نہیں دیتے اُس کا فرغلام

کو حضور اپنے ساتھ بٹھا کر اپنے برتن میں شریک کر کے کھانا کھلاتے کافر غلام کو اپنے ساتھ شریک کرتے اُس نے دیکھا کہ حضور جو خود کھاتے ہیں وہ اُسے کھلاتے ہیں اور کھانے کے بعد عادت شریفہ کے مطابق کسی درخت کے سائے میں حضور سو جاتے ہیں جب حضور سو جاتے تو تھوڑی دیر کے بعد سُورج ڈھلتا تو سایہ اُتر کر دُھوپ آجانی چاہیے تھی لیکن وہ درخت حضور پر دھوپ نہیں آنے دیتا اپنا رُخ پلٹ دیتا اور حضور پر سایہ باقی رہتا۔ اُس نے دیکھا کہ حضور چلے جا رہے ہیں دوپہر میں، مشرق مغرب شمال جنوب کہیں بادل نہیں ہے لیکن ایک چھوٹا سا ٹکڑا اس رفتار سے بالکل حضور پر سایہ کیے جا رہا ہے۔ دھوپ نہیں آنے دیتا اُس نے دیکھا کہ حضور چلے جا رہے ہیں اور چٹانوں سے سنگریزوں سے پتھروں سے آواز آرہی ہے السّلام علیکم یا نبی اللہ السّلام علیکم یا رسول اللہ پہنچے شام کے بارڈر پر وہاں ایک راہب مستورہ اُس کا نام وہ اُس غلام میسرہ کو ملا اور کہنے لگا دیکھو یہ جو تمہارے آقا ہیں مخدوم ہیں جن کے ساتھ تم سفر کر رہے ہو یہ اللہ کے آخری نبی ہوں گے۔ ہمارے نبی حضرت عیسٰی علیہ السّلام نے اور اس سے پہلے حضرت موسٰی علیہ السّلام نے خبر دی ہے وعدہ لیا ہے اور یہ علامتیں بتائی ہیں وہ سب ان میں پائی جاتی ہیں یہ اللہ کے آخری نبی ہوں گے۔ اب شام میں داخل ہوئے۔ بزنس کاروبار شروع ہوا اُس نے دیکھا ایک پیسے کی بھی گڑبڑ نہیں دُودھ الگ پانی الگ کسی چیز کو کسی چیز میں ایک پیسے کی کمی زیادتی نہیں حساب بالکل صاف اور حضور ضرورت کے لیے دُودھ میٹھا آٹا گھی کوئی چیز خریدیں تو لی تو دو دِن کے لیے اور دس دن تک استعمال ہو رہی ہے ختم نہیں ہوتی برکت ہی برکت۔ جس چیز میں ہاتھ ڈال دیں نفع ہی نفع نہایت کامیاب خریدار آئے چیز کو دیکھیں اُلٹ کر پلٹ کر پسند کرے قیمت پُوچھے اور قیمت دے کر چیز لے جانا چاہے۔ حضور اُس کا ہاتھ پکڑ لیں تم نے جو چیز دیکھی اچھے طریقے سے اور پسند کی اور پیسے بھی دے دیے ہیں اُس میں عیب ہے تمہیں پتہ نہیں چلا پھر یہ دیکھو اَب تمہارا جی چاہے لو جی چاہے تو چھوڑ دو۔ تمام دُنیا کے تاجروں کا یہ طریقہ ہے کہ چوَنی کمانے کے لیے اٹھنّی کمانے کے لیے سو جھُوٹ بولتے ہیں قسمیں کھاتے ہیں عیب کو ہُنر بتاتے ہیں بھلا بتلاتے ہیں کسی طرح بک جائے پیسے مل جائیں اور حضور اس کی بالکل پروا نہیں کرتے۔ اپنے آپ دیکھ بھال کر ایک چیز پسند کی پیسے دے کر لے جانا چاہتا ہے کسی نے کچھ نہیں بتایا اور اُس کے بعد اُس کا ہاتھ روک کر اُسے

عیب کھول کھول کر بتلاتے ہیں وہ حیرت میں پڑ جاتا ہے۔ واپسی ہوئی میسرہ نے اپنی آقا حضرت خدیجہ سے مُنہ بھر بھر کے تعریف کی ایسے اخلاق، ایسے مجھے اپنے ساتھ کِھلاتے تھے جو خود کھاتے تھے وہ مجھے بھی کِھلاتے تھے ایک برتن میں شریک ہو کر اپنے ساتھ کِھلاتے اور کبھی نام نہیں لیتے تھے کبھی بُرا نہیں کہتے تھے کبھی ڈانٹتے نہیں تھے غلطی پہ بھائی کہہ کر پکارتے تھے اور بادل کو اس طرح دیکھا اور درخت رُخ پلٹ کر دُھوپ نہ آنے دے۔ سنگریزوں کو سلام کرتے سُنا السلام علیک یا نبی اللہ السّلام علیک یا رسول اللہ تمام معاملات میں صاف ایک پیسے کا کوئی دغل نہیں دُودھ کا دودھ پانی کا پانی اس طرح لوگوں کے ساتھ معاملات نہایت برکت حیرت انگیز جس چیز کو خرید لیں ختم نہ ہونے پائے جس معاملہ میں ہاتھ ڈال دیں برکت ہی برکت ظاہر ہو یہ ساری باتیں سُن کر حضرت خدیجہ کہنے لگیں سچ کہا کہ دُنیا میں ان جیسا آدمی نہیں جب تم آرہے تھے دونوں تو مَیں اُوپر بالاخانے میں تھی کھڑکی سے مَیں نے دیکھا دُور حضور کے اُوپر دو فرشتے سایہ کیے ہوئے ہیں یقیناً اللہ نے اُن کو ایسی ہی شان دی تھی پچیس سال کی عمر میں حضور کا رشتہ اُن کے ساتھ ہُوا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے خواہش ظاہر کی حضور سے کہ مَیں چاہتی ہوں کہ تم سے میری شادی ہو جائے حضور نے فرمایا کہ کیسے ہوگا اُنھوں نے کہا کہ تم چچا سے کہو تمہارے چچا رشتہ لے کر آئیں مَیں قبول کر لوں گی حضور گئے ابوطالب کے پاس اور جا کر کہا کہ آپ میرا رشتہ حضرت خدیجہ سے کر دیں اُنھوں نے کہا بیٹا ایسی مغرور ایسی متکبرہ دو مرتبہ بیوہ ہوئیں اور مکّہ کا کوئی سردار ایسا نہیں رہا جو اپنا رشتہ لے کر نہ گیا ہو اور اُس نے ٹھوکر نہ ماری ہو تم یتیم اور غریب میں جاؤں کیا ہوگا ٹھوکر مار دے گی۔ حضور نے فرمایا آپ جائیے دیکھئے تو سہی وہ تیار ہو گئے اور حضور کے مناقب میں طویل خطبہ پڑھا وہ تو خود مند تھیں اُنھوں نے فوراً قبول کر لیا اور آپ کا پہلا نکاح پچیس سال کی عمر میں حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے ہُوا جن کی عمر اُس وقت چالیس برس تھی۔ حضور سے پندرہ برس بڑی تھیں دو دفعہ کی بیوہ تھیں کئی بچّوں کی ماں تھیں اُن سے پہلے نکاح ہُوا پھر ساری عمر کبھی کسی قسم کا کوئی اختلاف نہیں وہ اپنا سب کچھ حضور کے قدموں پہ قربان کر دیتی تھیں اور حضور کو زندگی تو زندگی انتقال کے بعد دوسری شادیاں ہونے کے بعد بھی کسی بیوی سے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالٰی عنہا جیسا تعلق اور محبّت نہیں ہُوئی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا حضور کی بے حد سمجھ دار اور پیاری بیوی

ہیں مگر وہ یہ کہتی ہیں کہ مجھے کسی عورت پر غیطہ نہیں آیا جتنا حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر۔ کاش حضور کے دل میں جو مقام خدیجہ رضؓ کا تھا میرا ہو جائے آخر وقت تک جب کبھی ذکر آتا تو اُن کا خیر سے ذکر کرتے اور بھلائیوں سے اور کمالات سے اُن کی تعریفیں فرماتے ان کے لیے دُعائیں کرتے اگر کوئی عورت خدیجہ رضؓ کی دوست سہیلی ہمارے گھر آجاتی تو حضور فرماتے کہ یہ خدیجہ رضؓ کی سہیلی ہیں ان کا اعزاز کرو اِن کو بٹھاؤ اِن کو کھلاؤ اِن کو پلاؤ، خاطر تواضع کرو وغیرہ وغیرہ وہ کہتی ہیں کہ جتنا غیطہ حضرت خدیجہ رضؓ پر آیا کسی عورت پر نہیں آیا۔ اتنا تعلّق آخر وقت تک ہمیشہ حضور کا رہا اور وہ اتنی نازنین اتنی دولت مند ایسی حیثیّت کی عورت جس نے مکّہ کے ہر سردار کو ٹھوکر ماری تھی حضور کے ساتھ جب کوئی مصیبت آئی مکّہ والوں نے بائیکاٹ کیا اور حضور اور صحابہ کرام ایک گھاٹی میں منحصر اور محصور ہو گئے۔ صحابہ کرام فرماتے ہیں کہ جنگل کی گھاس کھاتے کھاتے بکریوں کی مینگنیوں کی طرح پاخانہ ہوتا تھا کوئی آدمی نہ بیچتا تھا نہ خریدتا تھا نہ معاملہ کرتا تھا اور حضرت خدیجہ رضؓ کا بائیکاٹ نہیں تھا۔ حضور کو چھوڑ کر نہیں گئیں بائیکاٹ میں شریک ہوئیں۔ خدیجہ رضؓ شریک ہیں ابوطالب شریک رہے اس کے باوجود کہ کُفر تھا لیکن حضور کو نہیں چھوڑا پوری وفاداری سے ساری عمر ابوطالب نے حضور کا ساتھ دیا۔ مقدر میں اسلام نہیں تھا اور اس دُنیا سے اسلام سے محروم رہ گئے حضور نے کوشش کی اور یہ کہا یا عمی قل کلمۃ اے چچا! ایک کلمہ کہہ دو اُحاجُّ مجھے قیامت کے دن لڑ جھگڑ کر چھڑانے کا موقع دے دو اللہ سے میں کہوں کہ میں گواہ ہوں میرے سامنے یہ کہا ہے اور کسی طرح آپ کو نجات مل جائے وہ تیّار ہوئے ابوجہل نے کہا ناک کٹ جائے گی ہمارے باپ دادا کا طریقہ چھوڑ دیں گے اور ہمارا کیا حشر ہوگا عورتیں طعنہ دیں گی ایسا ہوگا ویسا ہوگا، نہیں ہوسکا۔ جب اُنھوں نے جواب دے دیا تو حضور اُٹھ کر آگئے تھوڑی دیر کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ ابوطالب کے بیٹے وہ آئے اور حضور سے کہا ان عمك الضال قد مات تمہارا گمراہ چچا مر گیا حضور نے فرمایا کیا کروں جاؤ اُسے کسی گڑھے میں ڈال دو تو مقدر میں تھا ایمان نہیں لا سکے اور حضور کی شہرت اور معاملات اور صبر اور اخلاقِ حسنہ سب کے ساتھ یہ تو تھے کمزوری کے زمانے جب حضور مظلوم تھے تو مظلوم آدمی دب کر سب کے ساتھ اچھے اخلاق برتتا ہی ہے لیکن جب حضور نے ہجرت فرمائی دو سال تک مدینے کے لوگ آتے رہے حج کے زمانے میں حضور کے ہاتھ

پر اسلام لاتے رہے اور حضور کے ہاتھ پر بیعت ہوتے رہے اور عرض کرتے رہے کہ حضور بڑا ظلم ہو رہا ہے۔ پہاڑے توڑے جا رہے ہیں ہم لوگ سُن سُن کر پریشان ہیں مدینہ موجود ہے آجایئے ہم لوگ جان دے دیں گے کوئی آپ کو گزند نہیں پہنچے گا آپ آجایئے حضور نے فرمایا نہیں مصیبتوں سے گھبرا کر آرام اور آسائش کے لیے مکّہ چھوڑ دوں، یہ نہیں کروں گا اللہ سب جانتا ہے جو کچھ ہو رہا ہے جب اللہ کہے گا کہ جاؤ تو جاؤں گا اور اللہ نہیں کہتا تو میں مکّہ چھوڑ کر مدینہ نہیں جاؤں گا ——— تشریف نہیں لے گئے دوسرے سال اور حضرات آئے سات آٹھ اور حضور کے ہاتھ پر ایمان لائے اور بیعت ہُوئے اور پھر عرض کیا۔ حضور نے فرمایا نہیں میں اپنی آسانی کے لیے چھوڑ کر چلا جاؤں یہ نہیں کروں گا۔ اللہ خُوب جانتا ہے اس کو اختیار ہے جب کہے گا تب جاؤں گا مکّہ والوں نے تنگ ہو کر جب ہر تدبیر بیکار ہو گئی اور ایمان کا ایک ماننے والا کسی قیمت پر اسلام چھوڑنے کو تیّار نہیں۔ آج تو مُسلمان اپنی حیثیّت اتنی بگاڑ چکے ہیں کہ چند ٹکوں میں قادیانی ہو جائیں چند روپے میں کافر مُرتد کرسچین ہو جائیں جو چاہو بنالو ایمان کی کچھ حیثیّت ہی نہیں، آخرت پر یقین نہیں ہے اُس کی فکر نہیں بس ہائے پیسہ ہائے پیسہ خُدا کی بجائے پیسہ، ہر بے ایمانی ہر چار سو بیسی پیسے کے لیے کرنے پر مُسلمان تیّار ہے رات دن جس گلی میں جاؤ ایمانداری کا کوئی نام نہیں اور بے ایمانی عام ہے تو بھائیو! ایسی حالت میں حضور نے فرمایا نہیں مَیں نہیں جاتا۔ حضرت سُمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جوان جوان بیٹوں کی ماں ایک پاؤں ایک اُونٹ میں دوسرا دوسرے اُونٹ میں باندھ دیا اس اُونٹ کو اُدھر دوڑا دیا اور اُس اُونٹ کو اُدھر دوڑا دیا دو ٹکڑے ہو گئے آخری سانس تک احد احد احد اللہ ایک ہے اللہ ایک ہے کوئی اس کے ساتھ شریک نہیں جان دے دی تو یہ حال تھا اسلام کا اور مظلومیّت کا ظُلم برداشت کرتے رہے اور آج کل لوگوں کا یہ حال ہے دُنیا کا اس قدر غلبہ ہے۔ بنگلہ دیش، مشرقی بنگال، پاکستان بنا مشرقی جو مردم شماری ہُوئی تو وہاں پُورے مشرقی بنگال میں چھ ہزار عیسائی تھے اور جب پینتیس سال بعد بنگلہ دیش بنا جو مردم شماری ہُوئی تو عیسائیوں کی تعداد چھ ہزار سے پچاس لاکھ ہو چکی تھی پینتیس سال کے اندر، آٹھ دس جماعتیں اسلام کو ختم کرنے کے لیے بن چکی ہیں اور قلب ڈھاکہ میں بہت بڑا کالج کرسچنوں کا اور اسی طرح پُورے بنگال میں دو دو میل تین تین میل پر کالج یونیورسٹیاں احاطہ اور مکانات اور چرچ وغیرہ وغیرہ وہاں عیسائیت کے کام کرنے والی سب سے بڑی تنظیم این جی اوز ہے وہ یہاں بھی ہے آپ کے یہاں۔

این جی اوز کے بائیس ہزار سکول ہیں جو Slow poison کے ذریعے مُسلمان بچّوں کو کرسچین بنا رہے ہیں اور نوّے ہزار عورتیں ہیں جو این جی او کی صرف نوکر ہیں اسلام کو ایک ایک گھر سے ختم کر رہی ہیں رات دن کام کر رہی ہیں عیسائیت کے لیے۔ اس طریقہ سے پیسہ سے ہسپتالوں میں، ہسپتالوں میں بڑا شور ہے کہ تعلیم دیتے ہیں اور علاج کرتے ہیں اور فری ہوتا ہے اور یہ ہوتا ہے۔ بنگلہ دیش میں یہ ہوتا ہے کہ عورتیں اور مرد ان پڑھ قسم کے جاتے ہیں بچارے اور وہ جاکر کے اپنے آپ کو دکھاتے ہیں تو عیسائی ڈاکٹر اُن کو دیکھ کر کے یہ کہتا ہے کہ دیکھو دوا لے جاؤ اُلٹی دوا دیتا ہے وہ اور دیکھو کہتا ہے کہ سات بار بسم اللہ پڑھنا اور اللہ سے دُعا مانگنا کہ اے اللہ شفا دیدے اور یہ کرنا اور وہ کرنا سب سکھائی پڑھائی باتیں اور وہ اُلٹی دوا دیتا ہے۔ دو تین دن کے بعد مریض پھر آتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب بیماری بڑھ گئی یہ ہُوا یہ ہوا تو کہتا ہے تُونے بسم اللہ نہیں پڑھی ہوگی۔ دُعا نہیں مانگی ہوگی یہ بھی کیا یہ بھی کیا پھر بھی اللہ نے شفا نہیں دی اچّھا لاؤ دوسری دوائی دیتا ہوں اور دیکھو تین مرتبہ یہ دُعا مانگو حضرت عیسٰی علیہ السّلام سے کھانے سے پہلے تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ کہو کہ اے عیسٰی ہمیں صحت دینا۔ اَب ٹھیک دوا دی ہے اور اُس نے اَن پڑھ جاہل نے وہ دُعا مانگ لی اور دوا کھالی۔ اُس سے فائدہ ہوگیا وہ دوا تھی ہی ٹھیک۔ اس طرح وہ ایسے Slow poison ہر ہسپتال میں ہر سکول میں۔

ڈھاکہ میں ایک بڑا افسر ہفتہ وار چھٹی پہ گھر آیا بچّہ اس کا انگلش میڈیم کرسچین سکول میں پڑھتا تھا وہ بھی چھٹی کر کے آیا باپ بیٹھا ہُوا تھا مُنہ سے نکلا ایک اللہ ہی سب کچھ کرتا ہے بیٹے نے فوراً لقمہ دیا ٹوکا No dady God is three, not one خُدا تو تین ہیں ایک نہیں تم نے کیسے کہہ دیا ایک اللہ ہے ماں باپ کو پتہ ہی نہیں چلتا وہ کبھی اس کی فکر نہیں کرتے اور اس طرح Slow poison کے ذریعہ ہر لڑکے لڑکی کا مزاج مرتد اور عیسائیت میں رنگا ہُوا بنایا جا رہا ہے اور یہی مقصد ہے ان این جی اوز کی کوششوں کا کہ عیسائی نہ صحیح چلو اور تو تمام اخلاقی بُرائیوں میں مُبتلا ہیں شرابی ہوں جواری ہوں زانی ہوں ناجائز تعلقات ہوں اور اسلام سے متنفر ہوں اس طرح کی نسل ہر جگہ بن رہی ہے آپ کے ہاں بھی این جی او کام کر رہا ہے اور دیہاتوں میں جوان جوان لڑکیوں کو لے جاتے ہیں اور نوجوان جو دین، اسلام، نماز، روزہ، حرام حلال آخرت

دُنیا کچھ نہیں جانتے ان نوجوانوں کو وہ لڑکیاں جو ہیں آپ کے ہاں بہت سے گانے ہیں ناچ ہیں پنجابی کی مختلف زبانوں کے وہ کرتی ہیں اور سُناتی ہیں اور وہ نوجوان جو بالکل بے خبر ہیں پاگل ہیں وہ ان کے ساتھ شریک ہو جاتے ہیں اور خیمے لگے ہُوئے ہوتے ہیں اُن میں رات گزارتے ہیں زنا اور شراب ہوتی ہے اور اس طرح عیسائیت پھیلائی جاتی ہے۔ مُسلمانوں کی نسل کو بالکل پتہ نہیں ہماری بدقسمتی ہے کہ یہاں عُلماء عیش کے عادی ہیں۔ عُلماء کو چاہیے وہ باسی روٹی سُوکھی روٹی پیدل چل کر دین کے لیے مصیبت اُٹھائیں۔ پاکستان کے عُلماء اس کے لیے تیّار نہیں ہیں۔ کوئی فکر نہیں نماز نہیں جماعت نہیں مسجد نہیں دینداری نہیں علم نہیں اور اس طریقہ سے لوگ مرتد ہو رہے ہیں۔ عُلماء اپنی نزاکت مخملی فرش سے نیچے اُتر کر جائیں اور مسجدیں نماز جماعت اور دین سکھائیں اس کے لیے تیّار نہیں ہیں معاف کیجیے گا بڑی بڑی تنخواہیں دس دس ہزار روپے کی مدرسے میں ملیں تو مدرسے میں پڑھائیں گے حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ آخری وقت تک پانچ سو روپے تنخواہ لیتے تھے جبکہ اخراجات تو ہزاروں کے تھے حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کی تنخواہ شوریٰ نے بڑھانی چاہی پچاس روپے سے کچھ زیادہ کرنی چاہی حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ نہیں بھائی میرے سے تو یہ پچاس روپے کا حساب بھی نہیں دیا جائے گا۔ مَیں تنخواہ بڑھوا کر کیا کروں گا مجھے نہیں چاہیے بس یہی بہت ہے آپ جو یہ دیوبند دیوبند پُکار رہے ہیں، کیا یہ ٹیلیویژن سے ہُوا ویڈیو سے ہُوا ہے خُون پسینہ اللہ کے لیے ایک کیا ہے تب ہُوا ہے کوئی آدمی نہیں پیدا ہوتا ٹیلیویژن سے اور اے سی سے اللہ کے راستے میں سب کچھ قربان کریں اللہ مدد کرتا ہے اور سب کچھ کرتا ہے۔ آج تم دیوبند کی نقل نعرے لگاتے ہو اور کہیں دیوبند نہیں ان اکابر کا کوئی نمونہ نہیں کوئی خُون پسینہ ایک نہیں کرتا کوئی دیہات میں دھکے نہیں کھاتا کوئی فاقہ نہیں جھیلتا کوئی اسلام کی فکر نہیں کرتا مُرتد ہو رہی ہے نسل اور تیّاریاں ہو رہی ہیں کہ کئی کئی ضلعوں کو عیسائی ریاست آپ کے پنجاب میں بنالیں سازشیں ہو رہی ہیں اور آپ کو فرصت نہیں ہے اے سی سے نکلنے کی گرمی میں کہاں نکلیں گے آپ اور آپ کو کوئی فکر نہیں کہ مسجد ہے نہیں ہے چھپر کی ہو کوئی امام ہو کوئی مؤذّن ہو سمجھائیں جماعت کے بارے میں ایمان کی فکر کریں کوئی توجہ نہیں کوئی کام نہیں یہ اللہ کے ہاں گرفتار ہوں گے پکڑے جائیں گے چھوٹ نہیں سکتے صرف تنخواہ لے کر مدرسوں میں پڑھاؤ یہ کام بہت ضروری ہے لیکن اتنا ہی کافی نہیں ہے اسلام رہے گا تو مدرسے رہیں گے اسلام

ہی مٹ جائے گا خدانخواستہ تو مدرسے کہاں سے آئیں گے کون طالب علم ہوگا کس کو پڑھاؤ گے اس لیے پہلے دین کی خدمت کرو اس کے لیے محنت کرو، قربانیاں دو۔

بنگال میں ایک شخص جاتا تھا اور چرچ میں جو وہ کہلوانا چاہتے تھے کہہ دیا کرتا تھا اور پیسے کچھ لے لیا کرتا تھا۔ پھر گاؤں میں آکر اللہ کے آگے رونا پیٹتا تھا استغفار توبہ کرتا تھا۔ اے اللہ تو جانتا ہے کہ میں تو سچا ایماندار ہوں پیسے کی مجبوری ہے غربت ہے کیا کروں کلمہ کفر کہنا پڑتا ہے وغیرہ وغیرہ اس کی کسی نے اطلاع مشینری والوں کو دے دی کہ جب یہ گاؤں جاتا ہے تو استغفار توبہ رونا پیٹنا کرتا ہے تو اُس کے بعد جب یہ گیا تو اُس کو پادری نے کہا تم سچے عیسائی نہیں ہو اور تم جھوٹ بولتے ہو ہم تمہاری کوئی مدد نہیں کریں گے چلے جاؤ اب یہ گھر والوں کو مصیبت میں چھوڑ کر آیا تھا کہ پیسے لاؤں گا تو کھانا ہوگا یہ ہوگا وہ ہوگا اب کہاں جائے پریشان تو اس نے خوشامد درآمد کی اور یہ کہا کہ بھئی جو کہو میں کہہ دوں گا کہا کہ نہیں نہیں تم ایسے نہیں ہو جب زیادہ کہا تو کہنے لگے کہ جو ہم کہیں وہ کرنا پڑے گا۔ قرآن زمین پر رکھا اور اُس شخص کو قرآن پہ کھڑا کیا اور یہ کہا کہ کہو میں گواہی دیتا ہوں کہ قرآن جھوٹا اور بائبل سچا ہے یہ جو آج میٹھی میٹھی باتیں کرتے ہیں کرسچین لوگ یہ ہے اُن کی حقیقت۔ آج تم ان کے ساتھ منافقت برتو اور اُن کے ساتھ (خلاف) صحیح معاملہ نہ کرو اور اسلام کو غارت کروا دو تو بوسنیا بنے گا بوسنیا کوسوو بنے گا کوسوو تمہارا پاکستان انڈونیشیا بنے گا اور تم چین سے نہیں رہو گے اور تمہارے ہی میں سے تیار کیے ہوئے لوگ تمہارے پیٹ میں چھرا ماریں گے۔ انڈونیشیا کے مسلمانوں کا گوشت کباب بنا بنا کر پکایا ہے۔ دُنیا میں دیکھو تو ہو کیا رہا ہے۔ اسلام کی فکر نہیں اور نسلوں کی نسلیں مُرتد ہو رہی ہیں عیسائی ہو رہے ہیں۔ یہودی ہو رہے ہیں قادیانی ہو رہے ہیں اور کوئی توجہ نہیں میں نہیں کہتا کہ جھگڑا کرو لیکن کم سے کم ان کو دین کی تعلیم تو دو سمجھاؤ تو سہی نماز جماعت کا پابند تو کرو حرام حلال کا تو پتہ ہو کوئی نظام بناؤ کوئی تنظیم بناؤ اور زکوٰۃ، صدقات خیرات دُنیا بھر کے مصرف میں خرچ کرتے ہو اسلام کے لیے بھی خرچ کرو ان غریبوں کو تم زکوٰۃ نہیں دو گے تو پھر یہ کرسچنوں کے پاس ہی جائیں گے اور اگر ان کی صدقات خیرات سے مدد کرو گے بیواؤں کا یتیموں کا غریبوں کا ہاتھ بٹاؤ گے تو پھر یہ تمہاری بات سُنیں گے، تمہاری بات میں اثر ہوگا۔ بنگلہ دیش میں مولانا فضل الرحمٰن صاحب) دیکھ کر آئے ہیں کچھ کام ہو رہا ہے تو تقریباً چالیس پچاس لاکھ روپے سالانہ جو کام شروع ہوا ہے پچاس دنوں میں نظام قائم ہو ہے اور دُنیا بھر سے زکوٰۃ صدقات جمع کر کے اُن غریبوں کو دے رہے ہیں اور ان کو اسلام پر پختہ

کرنے کی کوشش کر رہے ہیں وہ خود معمولی مدد کرنے پر کتنے ہیں کہ مسلمان اگر ہمیں دیکھیں ہماری کچھ خبر لیں تو
ہم کافروں کے پاس کیوں جائیں تو اس لیے بھائیو سوچو واقعات تو بہت ہیں میں تفصیل میں نہیں جاتا
لیکن آج دُنیا سے اسلام کو مٹانے کے لیے اسرائیل اور تمام عیسائی ملک کروڑوں ڈالر خرچ کر کے لگے ہوئے
ہیں تو اللہ کے بندو دیندار علماء ہفتہ میں ایک دن صرف نکال لو اور کسی ایک گاؤں میں دو چار آس میں
ہر ضلعے کے لوگ اور مدرسے کے لوگ جائیں اور جاکر پہلی بات یہ کہ نماز اور جماعت اور ہر گاؤں میں یہ
کام ہو تاکہ نماز اور جماعت ہو پانچوں وقت اور بچّوں کو دین کی تعلیم ہو سکے اور یہ نگرانی ہو کہ کوئی اسلام دُشمن
عورت یا مرد اس گاؤں میں نہ آنے پائے اس کی فکر کرنی چاہیے کم از کم اتنا تو کرنا چاہیے لیکن وہ مدرسے
والے بدقسمتی سے اے سی کُولر اور جناب کیا کہوں ہر کیسے اُن کو مصیبت اُٹھانے کی قربانی کی توفیق ہو وہ
عیش و آرام میں زندگی گزار رہے ہیں اور اسلام کا بستر بوریا بندھ رہا ہے آپ کو یہ تکبّر ہے کہ ہمارا ملک
پاکستان ہے حالانکہ اندر سے کھوکھلا ہوگیا ہے۔ ضلعوں کے ضلعے ارتداد کے شکار ہیں اور قسم قسم کی تحریکات
چل رہی ہیں کوئی گمراہی ایسی نہیں جو آپ کے ملک میں برآمد نہ ہوتی ہو آپ کچھ توجّہ کیجیے۔ مُسلمانوں کو سیدھے
راستے پر لائیے بچائیے۔ اللہ نے آپ کو کاریں بھی دیں ہیں پیسہ بھی دیا ہے زکوٰۃ بھی نکالتے ہیں مدرسوں میں
بھی خرچ کیجیے لیکن غریبوں کی طرف بھی توجہ کیجیے تو بھائیو اس طرف توجّہ کرو اور اللہ کے راستے پر چلو۔ ایک
بات اور کہنا چاہتا ہوں کہ آپ کے ملک میں شہروں میں فتنہ ہے اہلِ قرآن کا یہودیوں اور شیعوں کی جھوٹی کتابیں
لکھی اور پڑھی جا رہی ہیں قرآن کے مقابلے میں۔ قرآن نے اُس کو حرام کیا ہے۔ حضورؐ نے اُس کو حرام کیا ہے اُس
کے باوجود اُس کو دلیل بنایا جاتا ہے جھُوٹی کہانیوں کو اسرائیلیات کو اور صحابہ کرام کو متہم کیا جاتا اور ایمان
خراب کیا جاتا ہے وہ جو لوگ اہلِ قرآن ہیں حقیقت میں وہ جھُوٹے ہیں قرآن کو نہیں مانتے قرآن میں اللہ نے اللہ
کی اطاعت اور حضور کی اطاعت دونوں کا حکم دے کر دونوں کو فرض کیا ہے جب حضورؐ کی سُنّتوں کا انکار حدیثوں
کا انکار کرتے ہیں تو قرآن کی مخالفت کرتے ہیں تو وہ اہلِ قرآن نہیں ہیں وہ جھُوٹے ہیں دھوکہ دیتے ہیں اپنے آپ
کو بھی اور جہنّم میں جانے کی تیّاری کر رہے ہیں اور یہودیوں کی اور شیعوں کی کتابیں پڑھتے ہیں اُن کو اللہ نے
صحابہ کرام کی مخالفت کی لعنت میں گرفتار کر لیا ہے تو بہرحال ایمان کی فکر کرو اور گمراہیوں سے بچاؤ۔ ہمارے
ہندوستان میں کچھ نوجوان اسی طرح کے بکے ہوئے، ایک نوجوان باہر سے آرہا تھا، گورنمنٹ نے اُسے پکڑ لیا کچھ
شُبہ ہُوا ہوگا کوئی اطلاع ہوئی ہوگی۔ پانچ کروڑ روپیہ پکڑا گیا لے کر آرہا تھا۔ پانچ کروڑ روپیہ اسی تحریک

کے لیے تو مُسلمان کا ایمان کوئی چیز نہیں جب چاہو خرید لو قادیانی بنالو، جب چاہو خرید لو عیسائی بنالو، جب چاہو خرید لو اہلِ قرآن بنالو، تمام گمراہیاں مُسلمان قبول کرنے کو تیاّر ہے۔ بدقسمتی سے ایسا ہوگیا ایمان سے بیر ہے اور پیسہ خُدا بن گیا۔ ان چیزوں سے بچنا چاہیے اور اللہ اور اُس کے رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم کی طاعت اور فرمانبرداری کرنی چاہیے اور گمراہی اور جہنّم سے پناہ مانگنی چاہیے اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے اور شرور و فتن سے بچائے اور صحیح راستے پر چلائے۔ مَیں (دارالعلوم دیوبند کے) حضرت مہتمم صاحب سے گزارش کرتا ہوں وہ تشریف لائیں اور کچھ نہیں تو دُعا تو کرا ہی دیں۔

بقیہ : بنیادی عوامل

لیکن بایں ہمہ آپ نے اپنے متعلقین و متوسلین کو خطوط کے جو جوابات تحریر فرمائے ہیں وہ بجائے خود تصنیف کا درجہ رکھتے ہیں آپ کے یہ مکتوبات اپنے دَور کے سب سے مقبول مکاتیب میں شمار ہوئے جس میں تصوف و سلوک کے باریک حقائق بھی ہیں۔ فقہ کے اہم مسائل سے بھی بحث کی گئی ہے، علمی تحقیقات کا قیمتی ذخیرہ بھی موجود ہے، پھر سیاست، تاریخ اور دیگر مفید موضوعات پر بھی عطر بیزیاں پائی جاتی ہیں جو ضخیم چار جلدوں میں پھیلی ہُوئی ہیں۔

ان "معارف و حقائق" کو عام فہم بنانے اور اُن کا فیض عوام تک پہنچانے کی غرض سے مخدوم و محترم حضرت مولانا سیّد رشیدالدین حمیدی زید مجدہم مہتمم جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد نے الگ الگ عنوانات لگا کر مکتوبات شیخ الاسلام سے حسنِ انتخاب کا سلسلہ "ندائے شاہی" میں شروع فرمایا تھا جو قسط وار کئی سال تک شائع ہوکر مکمّل ہُوا۔ اس سلسلہ انتخاب میں مکتوبات کے چھپے ہُوئے لعل و جواہر خُوب صُورت انداز میں اُبھر کر سامنے آگئے ہیں اب ان "معارف و حقائق" کی کتابی شکل میں اشاعت ان شاء اللہ مزید افادہ کا ذریعہ ہوگی اور عوام و خواص بآسانی اس سے استفادہ کرسکیں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ حضرت والا کی یہ کاوش واقعی لائق تحسین اور باعث شکر یہ ہے اللہ تعالیٰ اسے قبولیّت سے نوازے اور اس کا فیض عام فرمائے۔ آمین۔

عالمی خبریں

امریکہ سب سے بڑا داداگیری کرنے والا ملک ہے، امریکی پروفیسر

سرکش عالمی طاقت خود غنڈہ گردی کرکے الزام دوسروں پر عائد کردیتی ہے، کتاب میں اظہارِ خیال

لندن (ریڈیو رپورٹ) امریکہ کے معروف فلسفی اور خارجہ پالیسی کے ناقد پروفیسر نوان چونسکی نے کہا ہے کہ امریکہ دُنیا کا سب سے بڑا داداگیری کرنے والا ملک بن گیا ہے۔ اُنھوں نے اپنی نئی کتاب "روک اسٹیٹ" (غنڈے ملک) میں امریکہ کو سرکش عالمی طاقت قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ اصل میں سب سے زیادہ غنڈہ گردی امریکہ کرتا ہے لیکن الزام دوسروں پر دھرتا ہے۔ بی بی سی کے مطابق اُنھوں نے کہا کہ ویت نام میں امریکی جارحیت ۲۰ ویں صدی کے بڑے مظالم میں سے ایک ظلم تھا، صدر آئزن ہاور نے انڈونیشیا کو توڑنے کے لیے وہاں فوجی بغاوت کی حمایت کی لیکن وہ کامیاب نہ ہوسکا۔ اُنھوں نے چین کو سرکش مُلک قرار دینے سے انکار کرتے ہوئے کہا کہ وہ ایک طاقت بن کر اُبھر رہا ہے۔ (روزنامہ جنگ، ۲۳ مئی ۲۰۰۱ء)

○

ایشیا کی سب سے بڑی یونیورسٹی راولپنڈی میں تعمیر کی جائے گی

راولپنڈی (این این آئی) پاکستان میں خواندگی کی شرح میں اضافے کے لیے اقوامِ متحدہ کے تعاون سے ایشیا کی سب سے بڑی یونیورسٹی راولپنڈی میں قائم کی جائے گی، معتبر ذرائع کے مطابق جیا بگا ریلوے سٹیشن کے مغرب میں راولپنڈی تک ۱۶۵۷ ایکڑ اراضی پر امریکہ برطانیہ اور سویڈن کی مالی امداد سے بننے والی یونیورسٹی کی تعمیر کے منصوبے کی منظوری دے دی گئی ہے۔ ۳۰ پٹواریوں پر مشتمل ٹاسک فورس نقشوں اور دیگر دستاویز کی تیاری میں مصروف ہے۔ طلباء کی سہولت کے لیے لاہور اور راولپنڈی کے درمیان شٹل ٹرین سروس بھی شروع کرے گی۔

(روزنامہ جنگ ۲۱ مئی ۲۰۰۱ء)

○

(قسط : ۲)

فہمِ حدیث
علماء کو ہدایات و تنبیہات

حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب

علمِ دین سیکھنے سکھانے میں اخلاص پیشِ نظر ہونا چاہیے

علم دین سیکھنے سکھانے میں بھی اخلاص یعنی خالص اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی تحصیل کو پیشِ نظر رکھنا ضروری ہے۔

(۱) عن ابی ھریرہ قال قال رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم انّ اوّل النّاس یقضٰی علیہ یوم القیامۃ . . . . وَرَجُلٌ تعلم العلم وَ علمہ وَقرأَ القران فاتی بہٖ فعرفہ نعمۃ فعرفھا قال فما عملت فیھا قَالَ تعلّمت العلم وعلمتہ وَقرأتُ فیكَ القرآن قال کذبت ولٰکنّکَ تعلمت العِلمَ لیقالَ اِنّکَ عالمٌ وَقرأتَ القراٰن لیقالَ ھُوَ قَارِیٌٔ فقد قیل ثم امر بِہٖ فسحب عَلٰی وَجھہٖ حتّٰی اُلقی فی النار (مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا، قیامت کے دن سب سے پہلے جن لوگوں کا محاسبہ ہوگا ان میں . . . . ایک وہ شخص (بھی) ہوگا جس نے دین کا علم سیکھا اور سکھایا اور قرآن پڑھا۔ اس کو لایا جائے گا' اللہ تعالیٰ اس کو اپنی نعمتیں یاد کرائیں گے اور وہ اُس کو سب یاد آجائیں گی (پھر) اللہ تعالیٰ پُوچھیں گے اب بتا کہ تُو نے ہماری نعمتوں کے شکرانہ میں کیا عمل کیا۔ وہ کہے گا کہ میں نے آپ کی رضا

کی خاطر علم سیکھا اور سکھایا اور قرآن پڑھا اللہ تعالیٰ (جو انسانوں کی نیتوں سے خُوب باخبر ہیں) فرمائیں گے تُو نے جُھوٹ کہا (کیونکہ تیری نیت میں میری رضا کو حاصل کرنا نہ تھا) بلکہ تُو نے علم سیکھا تھا تاکہ تجھے عالم کہا جائے اور تُو نے قرآن پڑھا تھا تاکہ کہا جائے کہ یہ بڑا قاری ہے اور (تیری مُراد تو دُنیا ہی میں پُوری ہوگئی کہ) یہ سب کچھ کیا جاچکا پھر اس کے بارے میں حکم دیا جائے گا اور اُس کو مُنہ کے بل گھسیٹا جائے گا اور جہنّم کی آگ میں ڈال دیا جائے گا۔

(ii) عن کعب بن مالک قال قال رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم مَن طلب العلم لیجاری بہ العلماءَ اولیماری بہٖ السفہاءَاَوْ یصرف بِہٖ وجوہ النّاس ادخلہ اللّٰہ النّار۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جو دین کا علم اس لیے حاصل کرتا ہے کہ دوسرے عُلمائے حق کے ساتھ ناحق کی حجّت بازی کرے یا کم سمجھوں کو (غلط سلط دلیلیں سُنا کر حق بات اور اہلِ حق کے بارے میں) شکوک میں مُبتلا کرے یا جاہ کی طلب میں یا مال کی طلب میں) لوگوں کی توجہات اپنی طرف پھیرے تو (ان مقاصد بد کی بنار پر) اللہ تعالیٰ اس کو جہنّم کی آگ میں داخل فرمائیں گے۔

(iii) عن ابی ھریرہ قال قال رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم من تعلم عِلْماً ممّا یبتغیٰ بہ وجہُ اللّٰہ لا یتعلمہ اِلّا لیصیب بہ عَرَضا من الدنیا لم یجد عرف الجنۃ یوم القیامۃ یعنی ریحھا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جس نے ایسا علم سیکھا جو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کا ذریعہ ہے (مراد ہے دین کا علم) لیکن اس نے صرف اس غرض سے وہ علم حاصل کیا کہ اس کے ذریعہ سے دنیا کا کچھ مال حاصل کرلے تو وہ قیامت کے دن جنّت کی خوشبو بھی نہ سُونگھے گا۔ (جبکہ دیگر علماء جنّت کی خوشبو بہت دُور سے پالیں گے)

نوٹ: ایک چیز ہے دین کو اور آخرت کو پیشِ نظر رکھنا اور دین کے کاموں کے لیے دلجمعی اور فراغت

حاصل کرنے کے لیے دینوی ضرورتوں کی خاطر کچھ دنیوی مال حاصل کرنا مثلاً تنخواہ لینا اور ایک چیز ہے دنیا کو اپنا مقصد بنانا اور دُنیا حاصل کرنے کے لیے دین کو ذریعہ بنانا۔ ان دو باتوں میں جو فرق ہے اس کو ذہن میں رکھنا ضروری ہے۔

اپنے علم کو نافع بنانا چاہیے

(i) عن ابی الدرداء قال اِنّ من اشر النّاس عنداللّٰہِ منزلۃً یَوْمَ القیامۃ عَالِمٌ لاینتفعُ بِعِلمِہٖ (دارمی)

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں قیامت کے دن اللہ کے ہاں لوگوں میں جس کا مرتبہ سب سے بُرا ہوگا وہ وہ (دین کا) عالم ہوگا جس نے اپنے علم سے خود کوئی نفع نہ اٹھایا (یعنی دین کی باتوں پر خود کچھ عمل نہ کیا)۔

(ii) عَنِ الحسن قال العلم علمان فعلم فی القلب فَذَاكَ العلم النافع عَلَی اللسانِ فذاكَ حُجۃ اللّٰہِ عزّ وجلّ عَلَی ابن آدم (دارمی)

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں علم کی دو قسمیں ہیں ایک وہ علم ہے جو دل میں اُتر جائے اور دل اس سے متأثّر ہو جائے جس کے بعد علم کے مطابق عمل کا ہونا ضروری ہے) اور دوسرا وہ علم جو صرف زبان پر رہے (نہ اس سے دل متأثّر ہو اور نہ ہی دیگر اعضاء پر اس کا اثر ظاہر ہو) تو یہ تو آدمی کے خلاف اللہ عز وجل کی حجّت ہے۔

(iii) عن زیاد بن لبید قَالَ ذکر النّبی صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم شیئًا فقال ذاكَ عند اَوانِ ذھابِ العلم قلت یا رسول اللّٰہ وَكَیْفَ یذھب العلم و نحن نقرءُ القران ونقرئُہٗ اَبْنَاءَنا وَ یُقرئُہٗ اَبْنَاؤُنا اَبْنَاءَھُمْ اِلٰی یَوم القِیَامَۃِ فقال ثکلتكَ اُمُّكَ زیاد اِن کنت لاراكَ مِن فقہ رجل بالمدینۃ اولیس ھٰذِہِ الیھود والنّصارٰی یقرءون التوراۃ والانجیل لایعملون بشیئٍ ممّا فیھا (احمد و ابن ماجہ)

حضرت زیاد بن لبید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (ایک مجلس میں) نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کوئی ہولناک بات ذکر کی اور فرمایا کہ ایسا اس وقت ہوگا جب علم اُٹھ جائے گا۔ حضرت

زیاد بن لبید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مَیں نے پُوچھا اے اللہ کے رسول علم کیسے اُٹھ جائے گا حالانکہ ہم قرآن پڑھتے ہیں (اور سیکھتے ہیں) اور اپنی اولاد کو پڑھاتے سکھاتے ہیں اور ہماری اولاد اپنی اولاد کو پڑھائے گی سکھائے گی اور یہ سلسلہ قیامت تک چلتا رہے گا۔ اس پر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اے زیاد تمہاری ماں تم کو روئے (عربوں میں یہ بات بطور محاورہ کے کم سمجھی کی بات پر کہا جاتا تھا اس سے بد دُعا مقصود نہ ہوتی تھی) مَیں تو تم کو مدینہ میں سب سے سمجھ دار شخص سمجھتا تھا (لیکن تم اتنی بات بھی نہ سمجھے) آخر کیا یہ یہود اور نصارٰی بھی تو تورات اور انجیل پڑھتے پڑھاتے ہیں لیکن ان پر کچھ عمل نہیں کرتے (اور جس علم پر خود عمل نہ ہو وہ علم نہیں بلکہ اس کی مثال تو کتابوں کے بوجھ کی ہے تو گدھے پر لاد دیا گیا ہو تو جب علم پر عمل نہ رہے گا تو درحقیقت علم بھی نہ رہے گا)

عالم اپنے وقت کو ضائع نہ کرے

عن علی رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نعم الرجل الفقہ فی الدین ان احتیج الیہ نَفَعَ وَاِنِ استغنی عنہ اغنٰی نفسہٗ (رزین)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا دین کی فقہ رکھنے والا وہ شخص بہت ہی اچھا ہے جس کی جب (لوگوں کو) حاجت ہو تو وہ لوگوں کو نفع پہنچاتا ہے اور جس وقت لوگ اس کی ضرورت محسوس نہ کریں تو وہ بھی اپنے آپ کو (عبادات میں مشغول کر کے) غنی کر لیتا ہے۔

بلا علم قرآن کے بارے میں کچھ کہنا ناجائز ہے

عن ابن عبّاس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم من قَالَ فِی القُراٰن برایہٖ فلیتبوأ مقعدہٗ مِنَ النّارِ (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عبّاس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا

جس نے قرآن کے بارے میں کوئی بات محض اپنے اٹکل سے کہی تو وہ اپنا ٹھکانا جہنّم کی آگ میں بنالے۔

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی طرف آپ کی ان کہی بات کی نسبت کرنا حرام ہے

عن ابن عبّاس رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رسول اللّٰہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اِتّقُوا الحدیث عنّی الّا مَا علمتم فمَنْ کذب علیّ متعمدًا فلیتبوّأ مقعدہٗ من النّارِ (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عبّاس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا مجھ سے کوئی بات (اور حدیث) نقل کرنے سے بچو مگر جبکہ تم کو اچھی طرح علم ہو جائے (کہ وہ میری ہی کہی ہوئی بات اور حدیث ہے) کیونکہ (میری ان کہی بات کو میری طرف منسوب کرنا بڑا جھوٹ اور افترا ہے اور جو کوئی مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانا جہنّم میں بنالے۔

دینی مصلحت نہ ہو تو دین کی بات چھپانا جائز نہیں

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللّٰہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مَنْ سُئِلَ عن علمٍ علمہ ثم کتمہ الجم یوم القیامۃ بلجام مِنْ نارٍ (احمد و ترمذی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جس شخص سے کوئی علم دین کی بات پُوچھی گئی جبکہ وہ اسے جانتا بھی ہے (اور مسئلہ بتانے کی دینی ضرورت بھی ہو) پھر بھی اس نے مسئلہ چھپالیا (اور بتایا نہیں) تو اس کو قیامت کے دن آگ کی لگام پہنائی جائے گی۔

بغیر علم کے فتوٰی دینا اور مسئلہ بتانا

عن ابی ھریرہ قَالَ قَالَ رسول اللّٰہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مَنْ اُفتی بغیر علم کان اثمہ علٰی مَنْ افتاہ وَمَنْ اشار علی اخیہ بامرٍ یعلم انّ الرّشد فی غیرہٖ فقد

خانہ۔ (ابوداؤد)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جس کو بغیر علم کے کوئی مسئلہ بتایا گیا تو اس کا (یعنی غلط مسئلہ بتانے کا اور غلط مسئلہ پر عمل کرنے کا) گناہ مسئلہ بتانے والے پر ہوگا اور (جس شخص نے اپنے مُسلمان بھائی کو کوئی مشورہ دیا جبکہ وہ سمجھتا ہے کہ اُس کی بھلائی دوسری بات میں ہے) تو مشورہ دینے والے نے اپنے مُسلمان بھائی سے خیانت (اور بددیانتی) کی

اپنی بڑائی جتلانے کے لیے کسی کو مغالطہ نہ دے

عن معاویۃ رضی اللہ عنہ قَالَ اِنَّ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم نہی عَنِ الاغلوطاتِ (ابوداؤد)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مغالطے دینے سے منع فرمایا۔

وعظ و نصیحت میں لوگوں کی اکتاہٹ کا خیال رکھنا

عن عکرمہ انّ ابن عبّاسٍ قَالَ حدثِ النّاس کُلّ جمعةٍ مَرّةً فَاِنْ اَبَیْتَ فمرتین فَاِن اکثرت فثلاث مَرّاتٍ وَلَا تمل النّاس ھٰذَا القراٰن وَلَا الفینك تأتی القومَ وھُمْ فی حدیثٍ مِن حدیثھم فتقص علیھم فتقطع علیھم حَدِیثھم فتملھم وَلٰکن انصت فاذا اَمروك فحدثھم وھُمْ یستھونہ (بخاری)

حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے حضرت عبد اللہ بن عبّاس رضی اللہ عنہ نے فرمایا لوگوں کو ہفتہ میں صرف ایک مرتبہ قرآن وحدیث کے ساتھ وعظ و نصیحت کرو۔ اور اگر تم اس پر بس نہ کرو (اور لوگوں کو زیادہ فائدہ پہنچانا مقصود ہو) تو چلو ہفتہ میں دو مرتبہ کر لو اور اگر اس سے بھی زیادہ کرنا ہو تو ہفتہ میں تین مرتبہ کر لو

(اس سے زیادہ نہ کرو) اور لوگوں کو اس قرآن سے اکتاہٹ میں مت ڈالو (کہ روز کرو گے تو لوگ اکتا جائیں گے) اور میں تمہیں ہرگز اس حالت میں نہ پاؤں کہ تم کچھ لوگوں کے پاس جاؤ جو اپنی باتوں میں مشغول ہوں اور تم اُن کی بات کاٹ کر اُن کو وعظ و نصیحت کرنی شروع کردو بلکہ جب تم اُن کے پاس جاؤ اور وہ اپنی باتوں میں مشغول ہوں تو) تم خاموش رہو جب وہ خود (اپنی بات ختم کرکے تم سے بات کرنے کو کہیں اور تمہاری بات سُننے کی رغبت رکھیں تو اَب تم اُن سے قرآن و حدیث اور وعظ و نصیحت کی بات کرو۔

دین کے طالب علموں کے ساتھ خیر خواہی

عَنْ اَبِی سعید الخدری قَالَ قَالَ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اِن النّاس لکم تبع و اِنَّ رجَالاً یاتونکم مِن اقطارِ الارض یتفقھون فی الدین فَاِذا اتوکم فَاسْتَوْصُوا بھم خیرًا (ترمذی)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا (اے عُلمائے صحابہ تم نے مجھ سے دین حاصل کیا آگے لوگ تم سے اس کو حاصل کریں گے اور یہ صحیح خیال کرکے کہ تمہارے اقوال و افعال میرے اقوال و افعال کے موافق ہیں) لوگ بلاشُبہ اقوال و افعال میں تمہاری پیروی کریں گے اور دین میں تفقہ حاصل کرنے کے لیے لوگ تمہارے پاس اطراف عالم سے آئیں گے تو جب وہ تمہارے پاس آئیں تو تم اُن کے بارے میں میری طرف سے خیر خواہی کی وصیّت اپنے پلے باندھ لو۔

قیامت تک دین کی حفاظت کا انتظام

عن ابی ھریرۃ فیما اَعلم عَن رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم قَالَ اِنَّ اللہ عَزَّ وَجل یبعث لِھٰذِہِ الاُمۃِ عَلٰی رَاْسِ کُلِّ مائۃِ سنۃ من یجدّدُ لھا دینھا (ابوداؤد)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ اس اُمت کی ہر صدی پر ایسے لوگوں کو بھیجتے ہیں جو اس اُمت کے لیے اس کے دین کی تجدید کرتے ہیں (یعنی درمیانی عرصہ میں اہلِ بدعت جو بدعات ایجاد کرتے ہیں اور گمراہ لوگ اپنی گمراہیوں کے لیے جو غلط تاویلیں اختیار کرتے ہیں یہ اُن کا باطل ہونا کھول کر بیان کر دیتے ہیں اور اپنی کوششیں اس پر لگا دیتے ہیں کہ صحیح دین ہی کو رواج ہو۔)

دُنیا سے علم کا کم ہوتے جانا

عن عبداللّٰہ بن عمرو قال قال رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم اِنّ اللّٰہ لا یقبض العلم انتزاعًا ینتزعہ مِنَ العبادِ ولٰکن یقبض العلم بقبض العلماءِ حتّٰی اِذَا لم یبق عَالِمًا اتخذ النّاس رُءُ وسًا جُھَّالًا فسئلوا فَاَفتوا بغیر علمٍ فضلّوا وَاَضلّوا (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ دین کے علم کو اس طرح نہیں اُٹھاتے کہ اُن کے دلوں اور سینوں سے علم کو کھینچ لیں بلکہ اللہ تعالیٰ علماء کو موت دے کر علم اُٹھاتے ہیں یہاں تک کہ جب کسی علاقہ میں کوئی صحیح عالم باقی نہیں رہتا (یا بہت تھوڑے رہ جاتے ہیں) تو لوگ ناقص اور خود ساختہ علم کے دعویداروں کو جو حقیقت میں جاہل ہیں اپنا دینی بزرگ اور رہنما بنا لیتے ہیں۔ پھر جب ان جاہلوں سے دین کے مسائل پوچھے جاتے ہیں تو وہ بغیر علم کے (غلط سلط) جواب دیتے ہیں اور خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔ (جاری ہے)

وفیات

گزشتہ ماہ ۹ رمئی بروز بدھ کو پیرِ طریقت جناب حضرت سیّد انور حسین صاحب نفیس رقم مدظلہم العالی کی اہلیہ محترمہ مختصر علالت کے بعد انتقال فرما گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہ واِنَّا الیہ راجعون۔ مرحومہ نیک سیرت و ملنسار خاتون تھیں۔ اس پیرانہ سالی میں حضرت شاہ صاحب کے لیے اُن کی رحلت بہت بڑا حادثہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اس عظیم صدمہ پر حضرت شاہ صاحب مدظلہم کو صبرِ جمیل عطا فرمائے اور مرحومہ کی مغفرت فرما کر جنّت الفردوس کا اعلیٰ درجہ عطا فرمائے۔ ادارہ حضرت شاہ صاحب مدظلہم کے غم میں برابر کا شریک ہے۔

○

جامعہ مدنیہ قدیم کے ناظم جناب مولوی شیر محمد صاحب کے بہنوئی اور الیکٹریشن محمد رمضان صاحب کے والد گزشتہ ماہ تہجد کی نماز سے فارغ ہوئے ہی تھے کہ اچانک دِل کا دَورہ پڑا اور وفات پا گئے۔ اِنَّا للہ و اِنَّا الیہ راجعون۔ بظاہر مرحوم کی موت اُن کے لیے بہت مُبارک ہے۔ اللہ تعالیٰ اُن کو آخرت کے بلند درجات اور مرحوم کے پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

○

جامعہ مدنیہ قدیم کے مدرس قاری سعید احمد صاحب کی دادی صاحبہ گزشتہ ماہ وفات پا گئیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کی مغفرت فرمائے۔

.جملہ مرحومین کے لیے جامعہ مدنیہ جدید اور خانقاہ حامدیہ میں دُعائے مغفرت اور ایصالِ ثواب کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

اخبار واحوال جامعہ مدنیہ (جدید)

محمد آباد رائے ونڈ روڈ لاہور

○ ۲ رمئی، عشاء بعد اتحاد کالونی میں حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب دامت برکاتہم درسِ حدیث کے لیے تشریف لے گئے ذکر کے فضائل وثمرات پر بہت عُمدہ اور مؤثّر بیان ہُوا۔

○ ۳ رمئی، جناب حافظ فرید احمد شریفی صاحب کراچی سے تشریف لائے۔ دوپہر کے کھانے میں حضرت مہتمم صاحب کے ساتھ شرکت کی متعدّد اُمور پر گفتگو ہُوئی۔

○ ۱۳ رمئی، جامعہ مدنیہ جدید کے بہت مخلص اور معاون جناب الحاج ریحان علی صاحب اور اُن کے دوست جناب عثمان صاحب تشریف لائے، مسجد حامد میں ظہر کی نماز کے بعد خانقاہ اور جامعہ کی تعلیمی بہاریں دیکھ کر اظہارِ مسرّت کیا۔

○ ۱۵ رمئی، حضرت مہتمم صاحب مدظلہم امارت اسلامی افغانستان کے لیے مالی تعاون لے کر اسلام آباد تشریف لے گئے۔ ۱۶ رمئی کو طالبان کے سفیر سے ملاقات کی، امانت کی رقم ان کے حوالہ کی امارتِ اسلامیہ سے متعلّق اُمور پر گفتگو ہُوئی۔

○ ۱۷ رمئی، صُبح حضرت مہتمم صاحب اسلام آباد سے واپس تشریف لائے دوپہر کو حضرت بانی جامعہ الشیخ مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے قدیم ساتھی اور جامعہ مدنیہ جدید کی شورٰی کے ممبر محترم الحاج مبین احمد صاحب مدظلہم، اُن کے بیٹے جناب عتیق احمد صاحب اور اُن کے ہمراہ گرامی قدر محترم جناب عبد الصمد صاحب دوبئی سے تشریف لائے، جامعہ جدید اور مسجد حامد سے متعلّق تفصیلی معلومات حاصل کیں اور بہت مسرّت کا اظہار فرمایا۔

○ ۲۰ رمئی، سہ پہر جناب حافظ ادریس صاحب، حافظ الیاس صاحب اپنے والدین کے ہمراہ اسلام آباد سے جامعہ جدید تشریف لائے، مسجد حامد اور خانقاہ کی تعمیر اور جامعہ کے نظم و نسق پر بہت مسرّت کا اظہار کیا۔

تبصرے کے لئے ہر کتاب کے دو نسخے آنے ضروری ہیں۔

تقریظ و تنقید

مختلف تبصرہ نگاروں کے قلم سے

نام کتاب : حیاتِ امیرِ شریعتؒ

تصنیف : مولانا قاضی بشیر احمد

صفحات : ۳۸۴

سائز : ۲۳×۳۶/۱۶

ناشر : دائرۃ المعارف کراچی

قیمت :

زیرِ تبصرہ کتاب "حیاتِ امیرِ شریعت" میں حضرت مولانا عبداللہ کفل گڑھیؒ (م ۱۹۵۸ء) کے حالاتِ زندگی کو پیش کیا گیا ہے، کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مولانا عبداللہ کفل گڑھیؒ اپنے دَور کی ایک جامع شخصیّت تھے جن سے اللہ تعالیٰ نے دین کے ہر شعبہ میں کام لیا اور آپ بڑی پامردی کے ساتھ دینِ حق کی اشاعت میں لگے رہے، شروع کتاب میں مولانا محمد طیّب کشمیری صاحب زید مجدہم کے قلم سے ایک طویل و وقیع مقدمہ درج کیا گیا ہے جس میں آپ نے تحریکِ آزادی پر تفصیل سے کلام کیا ہے، کتاب کی کتابت و طباعت عمدہ ہے۔

❁

نام کتاب : حقائق الفقہ

تصنیف : پیر جی سیّد مشتاق علی

صفحات : ۵۱۲

سائز : ۲۳×۳۶/۱۶

ناشر : مکتبہ فاروقیہ ۸۔ گوبند گڑھ گوجرانوالہ

قیمت :

شروع سے یہ دستور چلا آرہا ہے کہ جس قدر بڑی شخصیّت ہوتی ہے اسی قدر زیادہ اس کے مخالف بھی ہوتے ہیں اسی دستور کے مطابق حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی شخصیّت جس قدر بڑی تھی اسی قدر آپ کے مخالف و معاند بھی ہوئے جو آپ کے خلاف پروپیگنڈہ کرتے رہے ، اِن مخالفین نے جہاں آپ کی شخصیت پر کیچڑ اُچھالا وہیں آپ کی فقہ کو بھی ہدفِ تنقید بنایا ۔ آج کل بدقسمتی سے غیر مقلد حضرات نے یہ بیڑا اُٹھا رکھا ہے کہ وہ آئے دن کوئی نہ کوئی کتاب رسالہ، پمفلٹ حضرت امام صاحبؒ اور آپ کی فقہ کے خلاف چھاپ کر اپنے نامۂ عمل کو سیاہ کرتے رہتے ہیں، غیر مقلدین کی باتوں کا جواب مسلسل دیا جاتا رہا ہے اور اب بھی دیا جارہا ہے ۔ زیرِ تبصرہ کتاب "حقائق الفقہ" بھی غیر مقلدین کی طرف سے شائع کی جانے والی کتاب "حقیقۃ الفقہ" کا جواب ہے۔ یہ مولانا پیر جی مشتاق علی شاہ صاحب نے بڑی محنت سے لکھا ہے انداز انتہائی عام فہم اور آسان اختیار کیا ہے۔ جسے معمولی فہم کا آدمی بھی سمجھ سکتا ہے۔

بہت سے مقامات پر اُردو عبارت میں سقم اور اغلاط پائی جاتی ہیں آئندہ ایڈیشن میں ان کا ازالہ کر دیا جائے تو بہتر ہے۔

✻

نام کتاب : آداب حاملینِ قرآن

تصنیف : امام یحیی بن شرف الدین نوویؒ

صفحات : ۱۲۰

ناشر : مکّہ کتاب گھر اُردو بازار لاہور

قیمت : -/۶۳

قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی سب سے مقدس کتاب ہے جس کے پڑھنے والوں کے لیے احادیث مُبارکہ میں بہت سے فضائل و مناقب ذکر کیے گئے ہیں۔ علاّمہ نوویؒ نے فضائل و مناقب

پر مشتمل احادیث کو ایک مختصر کتاب میں جمع کردیا تھا جس کا نام انھوں نے اَلتِّبْیَانُ فِی آدَابِ حَمَلَۃِ الْقُرْاٰنِ رکھا تھا۔ حضرت مولانا نجم الدین اصلاحیؒ مرتب "مکتوبات شیخ الاسلامؒ" نے اس کا سلیس ترجمہ کر کے اس کا نام "آدابِ حاملین قرآن رکھ دیا تھا۔ ہمارے پیشِ نظر مولانا اصلاحی کی یہی مترجم کتاب ہے پہلے یہ ہندوستان میں طبع ہوئی تھی اسی کا عکس لے کر مکّہ کتاب گھر اُردو بازار لاہور کی طرف سے شائع کی گئی ہے۔ یہ کتاب اپنے موضوع پر نہایت عمدہ کتاب ہے اس کے پڑھنے سے کتاب اللہ کی تلاوت اور اس پر عمل کا جذبہ اُبھرتا ہے جو کتاب کی اصل جان ہے۔

✻

نام کتاب : ماہنامہ "القاسم" مفتی کفایت اللہؒ نمبر
زیرِ سرپرستی : مولانا عبد القیوم حقانی
صفحات : ۲۳۲
ناشر : جامعہ ابوہریرہؓ خالق آباد نوشہرہ
قیمت :

ابوحنیفہؒ ہند حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ قدس سرہٗ کی وفات (۳۱ دسمبر ۱۹۵۲ء) پر "الجمعیۃ دہلی" کا مفتی اعظمؒ نمبر شائع ہوا تھا۔ اس نمبر میں اُس زمانے کے بڑے بڑے اساطینِ علم و فضل کے مضامین شامل تھے جس کی وجہ سے یہ نمبر انتہائی افادیّت کا حامل تھا۔ مولانا عبد القیوم حقانی زید مجدہم نے الجمعیت کے مفتی اعظمؒ نمبر کو اپنے ماہوار رسالے "القاسم" کے "مفتی کفایت اللہؒ" نمبر کے طور پر شائع کیا ہے، مولانا حقانی پہلے بھی "القاسم" کے تین نمبر شائع کرچکے ہیں یہ چوتھا خصوصی نمبر ہے جس میں حضرت مفتی کفایت اللہ قدس سرہ کی حیاتِ طیّبہ پر متنوع الاقسام مضامین شامل اشاعت ہیں کتاب وطباعت معیاری ہے اور ریمینیشن جلد ہے۔

✻

نام کتاب : ختمِ نبوّت اور قادیانی
تصنیف : مولانا حکیم محمود احمد ظفر

صفحات : ۱۶۶

ناشر : ادارہ معارف اسلامیہ مُبارک پورہ سیالکوٹ

قیمت :

مسئلۂ ختمِ نبوّت ضروریاتِ دین میں سے ہے ہمارا ایمان ہے کہ حضرت محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلّم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں آپ کے بعد قیامت تک کوئی نیا نبی پیدا نہیں ہوگا۔ یہ عقیدہ شروع سے متفق علیہ چلا آرہا تھا انگریز نے جب ہندوستان پر اپنے منحوس قدم جمائے اور مسلمانوں کو نت نئے مسائل سے دوچار کیا تو اس عقیدہ کو بھی متنازع بنانے کی کوشش کی اور مرزا غلام احمد قادیانی کے ذریعہ اس میں کجر اور باطل تاویلات کرنی شروع کردیں۔ علماءِ اُمّت نے مختلف انداز سے اس فتنہ کا تعاقب کرکے کتاب وسُنّت کی واضح نصوص پیش فرماکر اس عقیدہ کو مضبوط ومستحکم کردیا۔ زیرِ نظر کتاب "ختمِ نبوّت اور قادیانی" بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے اس کتاب میں مولانا موصوف نے آیت کریمہ ما كان محمد ابا احد من رجالكم ولكن رسول الله وخاتم النّبيين اور دس احادیث مُبارکہ پیش فرماکر "عقیدۂ ختمِ نبوّت" کو اجاگر فرمایا ہے۔ نیز مرزائی حضرات جو آیتِ کریمہ پر شُبہات پیش کرتے ہیں ان کے جوابات دیے ہیں، اس کتاب کی خصوصیّت یہ ہے کہ مصنّف محترم نے استشہاد میں مرزا قادیانی کی اپنی کتابوں کے حوالے ذکر کیے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مولانا کی اس کاوش کو قبول فرماکر اُسے عوام النّاس کی ہدایت کا ذریعہ بنائے حقیقت یہ ہے کہ اِسے اگر مرزائی حضرات بھی تعصّب سے ہٹ کر پڑھیں تو راہِ ہدایت پاسکتے ہیں۔

✻

نام کتاب : ہدیۂ اہلِ حدیث

افادات : حکیم الاُمّت مولانا اشرف علی تھانویؒ

ترتیب : مولانا صوفی محمّد اقبال قریشی

صفحات : ۲۶۴

سائز : ۲۳×۳۶/۱۶

ناشر : ادارہ تالیفات اشرفیہ بیرون لوہر گیٹ ملتان

قیمت : /۱۳۵

زیرِ تبصر کتاب "ھدیۂ اہلِ حدیث" میں لائق مرتب نے حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کی تصانیف' فتاوی اور ملفوظات سے احناف اور غیر مقلدین حضرات کے مابین متنازع مسائل کے متعلق قیمتی جواہر ریزوں کو اکٹھا کیا ہے جو احناف اور غیر مقلدین دونوں کے لیے مفید ہیں حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے اپنے ارشادات میں بڑی خوب صُورتی سے مستدلاتِ احناف اور غیر مقلدین حضرات کے شبہات کے جوابات دیے ہیں اگر غیر مقلدین حضرات تعصّب سے ہٹ کر اسے پڑھیں گے تو ضرور راہِ ہدایت پالیں گے۔ (ن - ا)

جامعہ مدنیہ جدید کے فوری توجہ طلب ترجیحی امور

(1) مسجد حامد کی تکمیل

(2) طلباء کے لئے دار الاقامہ (ہوسٹل) اور درسگاہیں

(3) کتب خانہ اور کتابیں

(4) پانی کی ٹنکی

ثواب جاریہ کے لیے سبقت لینے والوں کے لیے زیادہ اجر ہے

(ادارہ)